

Vol. II
No. 11



Monday
23rd June, 1953

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

	Page
Starred Questions and Answers	1-5
Short Notice Question and Answer	6-7
Business of the House	8-9
Demands for grants	10-11

Price: Eight Annas.

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD-DN.
1953

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Monday, 23rd June, 1952

(ELEVENTH DAY OF THE SECOND SESSION)

The House met at Five Minutes past Nine of the Clock
[Mr Speaker in the Chair]

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker · Let us take up questions. Shri Buchiah.

TAPPING OF TODDY TREES

*143 Shri M. Buchiah (Sirpur) Will the hon. Minister for Excise, Forests and Customs be pleased to state :

1 Whether it is a fact that innumerable, unnumbered toddy and sendhi trees are being tapped by the contractors with the connivance of some corrupt officials without paying any tree tax to the Government ?

2 If so, what action is being taken against such officials and contractors ?

مسٹر فار اکسائز فارسیٹس اینڈ کسٹمز (شری رنگا ریڈی) - یہ صحیح ہے۔
ٹری ٹیکس (Tree Tax) کے بعد بلا غیر انداری کئے سسڈھی اور تاڑی کے درجہ
دراشے جارہے تھے۔ عہدہ داروں کی عقل اور بعض عس ساحی عناصر کی منظم ترعیب
سے اس طرح درجہ دراتے جا رہے تھے۔

شری سی۔ ایچ وینکٹ رام راؤ (کریم نگر) - ایسے درختوں کی تعداد کتنی ہے
کیا آپ بتا سکتے ہیں ؟

مسٹر اسپیکر - یہ دوسرا سوال ہے۔

Shri Ch. Venkat Ram Rao : If so, what action is being taken against such officials and contractors ?

شری رنگا ریڈی - میں نے خود دورہ کر کے ایسے درختوں کو برآمد کیا ہے۔
اور اس بار میں انتظام کیا ہے جس کی بناء پر کثیر التعداد درخت برآمد ہوئے۔ ان میں سے
اکثر کا ٹری ٹیکس (Tree Tax) داخل کرا لیا گیا ہے۔ جن عہدہ داروں
سے عقل کی تھی ان میں سے بعض کا تبادلہ کیا گیا اور بعض کو معطل کیا گیا۔ جن کے

خلاف الزامات بھی ایسے دیکھے جاتے ہیں جن کی تحقیقات کی جا رہی ہے۔ اور بلا اجازت براس کرے والوں کو حلال عدالت کیا جا رہا ہے۔

شری سی ایچ۔ ویکٹ رام راؤ - ایسے کتنے درجہ کاٹے گئے؟ کیا ان کی تعداد دہائی حاکم ہے؟

شری رنگا ریڈی - انہی میرے پاس حملہ اصلاح سے اطلاع نہیں آئی ہے ۔
 صرف ورنگل کریم نگر بلنگڈہ اور عادل آباد سے اطلاع آئی ہے ۔ ان اصلاح میں ۲۶۸۶۱۳
 درجہ اس طرح داسے گئے ہیں ۔

شری لکشمں کو بڈا (آصف آباد - عام)۔ غیر سماجی عناصر سے کیا مطلب ہے ؟
 شری رنگا ریڈی - غیر سماجی عناصر اپنا نام مختلف بتاتے ہیں۔ لیکن میرا اشارہ نلگندہ کے ان لوگوں کی طرف ہے جو تسدد کرتے ہیں۔

ایک آنریبل ممبر - کیا ٹری ٹوڈی ٹاپر (Tree to the Tapper) کی کوئی اسکیم (Scheme) گورنمنٹ کے پاس ہے ؟ اگر ہے تو کیا آنریبل ممبر اسکی کچھ تفصیلات ہاؤس کے سامنے رکھیں گے ؟

شری رنگا ریڈی - ہمارے پاس وہ اسکیم ہے - ابھی وہ کیا بیٹ میں پیس
ہیں کی گئی ہے - قبل اسکے کہ میں اسکو کانسٹ میں پیش کرنا عہدہ داران کی کانفرنس
(Conference) بلا کر میں نے ان سے مسوور کیا - یہ کانفرنس
اس ماہ کی ۱۵ تاریخ کو ہوئی تھی - اس میں تبادلہ خیال کیا گیا - میری مجبور اسکیم سے
انہوں نے اتفاق کیا - وہ اسکیم مرتب کی جا رہی ہے اور عقربہ کیانسٹ میں پیش کی
جائے گی -

شری لکشمی کونڈا - ایسے جیوری کے درخت کے پکڑے کے بعد کتنا پیسہ وصول کیا گیا اور کمرہ دیوں میں یہ وصول ہوا ؟

شری رنگاریڈی۔ - جو ۲۶۸۶۱۳ درجہ درآمد ہوئے اوں کے ٹری ٹیکس کی رقم تقریباً ۲۶ لاکھ روپیہ وصول ہوچکی ہے۔ باقی رقم وصول کی جا رہی ہے۔

شری لکشمی کو نڈا - چھ ماہ ہوئے کہ گھنٹیسر میں ہ ہاڑ پکڑے گئے تھے۔ لیکن اسکے متعلق اب تک رقم وصول نہیں کی گئی۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟

شری رنگار پڈی - میں بمبئی طور پر ہو بیہ تاسکتا انتہ مجموعی طور پر یہ تاسکتا ہوں کہ تقریباً نصف رقم وصول ہوگئی ہے۔ باقی رقم کی کارروائی جاری ہے۔

شری ایم۔ چچا (سرپور)۔ کبا آرہیل منسٹر بتا سکتے ہیں کہ اب کوئی ایسے درجہ ناتی نہیں جو بلا تمبر ہوں ؟

شری رنگاریڈی - میرا خیال ہے کہ ان کے علاوہ اب بھی ایسے درخت ہیں جنکی ہر آمدی کے لئے سختی سے حکم جاری کیا گیا ہے۔ وہ بھی برآمد ہو جائیں گے۔

ایک آنریبل ممبر۔ اب تک گتہ داروں سے کتنی رقم وصول طلب ہے اور کتنی رقم وصول ہو گئی ہے ؟

مسٹر اسپیکر - نہ سوال عمر متعلق ہے -

شری لکشمی کوٹا - یہ دو دو لاکھ سے زائد درجہ کئے گئے وہ کتنے عرصہ میں کئے گئے، کس کی عہد سے یہ درجہ کئے گئے اور ان کو کیا سرا ہوئی ؟

شری رنگا ریڈی - دواسپیکٹرس (Inspectors) اور چھ سب اسپیکٹرس (Sub-Inspectors) کو معطل کر دیا گیا - سر میں سپہماں کا سادلہ کر کے تصفیقات کی جا رہی ہے - مدراس سسٹم (Madras System) کے تحت ایک سال کے لئے درجہ دئے جا رہے ہیں - ہر سال ان میں کمی بیسی ہو سکتی ہے -

شری گوپی ڈی گنگا ریڈی (زمل - عام) - جن لوگوں کا سادلہ کیا گیا ہے کیا ان کو وہاں بھی ایسا کرنے کا موقع نہیں ہے ؟

مسٹر اسپیکر - ایسا سوال نہیں کیا جاسکتا -

شری داجی شکر (عادل آباد) - اب تک جن درجہوں پر ممبر انداری ہیں ہوئی ہے کیا وہ بھی عمر سماجی عناصر کی وجہ سے نہیں ہوئی ہے ؟

شری رنگا ریڈی - میں نے جو تعداد مقامات کے حوالہ سے بتائی ہے اوسکو دیکھئے سے معلوم ہوگا کہ جن مقامات پر عمر سماجی عناصر کا سبب زیادہ ہوا ابھی مقامات پر اوسی تناسب سے درجہوں کی ممبر انداری نہیں ہوئی - اس قسم کے افعال صاب نلگندہ میں زیادہ ہوئے اسلئے وہاں ۱۸۳۳۹ درجہ بلا ممبر انداری درآمد ہوئے ہیں - کریم نگر میں اس سے کم یعنی تقریباً ۳۰ ہزار درآمد ہوئے ہیں - ورنجل میں تقریباً ۵۰ ہزار - سدک میں صرف چھ ہزار درآمد ہوئے ہیں - حریکہ میں ۷۰ ہزار درآمد ہوئے ہیں -

کانفرنس (Andhra Conference) کے صدر کی حیثیت سے مختلف مقامات کا دورہ کر کے ان خبروں کے متعلق معلومات حاصل کئے اور اوس وقت میں نے اسکے متعلق چیف مسٹر کو اطلاع بھی دی تھی اسی لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ، غیر سماجی عناصر کی ترعیب سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے -

شری داجی شکر - غیر ممبر انداز درجہوں کو درآمد کر کے کس عرصہ ہوا ؟

شری رنگا ریڈی - میرے دورہ اور ہدایات کے بعد تقریباً چھ ہزار درجہ درآمد ہوئے ہیں - میں نے جو دیکھیں اس سلسلہ میں نتائج اوں پر عمل کرنے کی وجہ سے ایک ہی مہینہ میں یہ تمام درجہ درآمد ہوئے - (Cheers)

شری داجی شکر - اسکے بعد ممبر انداری ہو رہی ہے یا نہیں ؟

شری رنگا ریڈی - آپ کو سائد اسکا طریقہ نہیں معلوم ہے - ایسے درجہوں کو حرف (ب) میں رکھ کر سارا کیا جاتا ہے اور پچنامہ کیا جاتا ہے - اسکے بعد

ہمارے تجربہ میں یہ بات آئی کہ غیر ساحی عناصر بھی ان درجوں پر حرف (ب) ڈالے
لگے۔ اس وجہ سے ہم نے یہ انتظام کیا کہ حرف (ب) کے ساتھ سرحدی کا سلسلہ سمجھ بھی
ڈالا جائے۔ (Laughter)

ایک آنریبل ممبر - رعانا کے کھیتوں میں جو چھاڑ ہیں ان کا بیسہ رعایا کو ہیں
دیا جانا اسکی کیا وجہ ہے؟ جن کے کھیتوں میں سسڈھی کے چھاڑ ہوئے ہیں ان کو اسکا
بیسہ نہیں ملتا، اسکی کیا وجہ ہے؟

شری رنگا ریڈی - آپ کا یہ کہنا صحیح ہے لیکن اس میں قصور آنکاری کا نہیں ہے
بلکہ فولداروں کا ہے۔ قانون فولداری کے تحت ۲/۳ رقم گورنمنٹ کو دینی پڑتی ہے۔ وہ اس
رقم کو دے سے بجے کٹنے ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں تاکہ ۲/۳ رقم بچ جائے۔

شری لکشمی کوٹلا - کیا نئے داروں نے کبھی سکاب بھی کی ہے؟

شری رنگا ریڈی - میرے پاس پٹہ داروں کی ایک نہیں سمجھوں سکایا آئی ہیں۔
اس سب پر ہم نے آئندہ ایسی کوئی سکاب نہ ہوئے کا انتظام کیا ہے۔

شری لکشمی کوٹلا - کیا غیر ساحی عناصر ایسے پٹہ داروں کی تائید اسلئے کرتے ہیں
کہ انہیں فولداروں سے حصہ نہیں ملتا؟

شری رنگا ریڈی - وہ اسلئے تائید کرتے ہیں کہ اس آمدنی میں ان کا بھی حصہ
ہونا ہے۔

Mr. Speaker Let us proceed to the next question Shri
Buchiah

*144. *Shri M. Buchiah*. Will the hon. Minister for Excise,
Forests and Customs be pleased to state

Whether there is any likelihood of the customs duties
being abolished in view of the fact that Hyderabad is part
and parcel of India and of the Indian Nation?

مسٹر اسپیکر - میں سمجھا ہوں انالیشن آف کسٹمز (Abolition of Customs)
کے سلسلے میں اس کا جواب دیا جا چکا ہے اور بحث ڈسکشن (Budget discussion)
کے دوران میں بھی کافی بحث ہو چکی ہے۔

Shri M. Buchiah : Export Customs have not been abolished.

Shri V. D. Deshpande (Ippaguda) No supplementary ques-
tion need arise as to why export Customs have not been abolished.
I think, only 'imports' has not been discussed

Mr Speaker No If anybody wants to put supplementary questions, he can do so

Shri V D. Deshpande Unless the question is allowed. .

Mr Speaker The question has been allowed

Shri M Buchiah Why did not the Government take steps to abolish the export duties also ?

(Pause)

Mr Speaker It is better if the Finance Minister replies to this question as he is more in the know of things

The Minister for Finance (Dr G S Melkote) It is the intention of the Government to abolish customs totally, but it would take some time At present we have abolished only the import customs and the abolition of the export customs is under consideration However, it would take some time

Shri Buchiah What is the duration of 'some time' please ?

Dr G S Melkote Some time

(Laughter)

Shri V D Deshpande Why preference has been given to abolish the import duties and not the export duties ?

Dr G S Melkote Whether import or export, as I said, it is the intention of the Government to abolish the customs altogether But since the total amount involved is 4 crores of rupees and since it is very difficult to make alternative arrangements, in this regard, we had to abolish only one part of it Whether we abolish import or export customs, some difficulties will arise and the advantages and disadvantages on both sides will be the same In the opinion of the Government, it is more advantageous, in the first instance, to abolish the import customs duty

Mr Speaker Now, let us proceed to other business.

Short Notice Question and Answer

Shri M S Rajalingam (Warangal) I have got a short notice question, Sir

Mr Speaker Did the Concerned Minister agree to answer this to-day ?

Shri M S Rajalingam Yes, Sir

Mr Speaker Then, the hon. Member may read the question

Shri M S Rajalingam Is it a fact that an illegal lock-out affecting about 1700 workers had been declared by the management of the Allwyn Metal Works, and, if so, what steps have been taken by the Government to solve the deadlock ?

The Minister for Labour (Shri V B Raju) It is a fact that a lock-out has been declared. It is not for the Government to say whether it is legal or illegal, since a Tribunal has been constituted, the terms of reference being whether the lock-out of the Allwyn Metal Works on 20-6-1952 for reasons given by the management in their notice dated 19-6-1952 is justifiable and whether the workers are entitled to wages for the period of lock-out.

The Allwyn Metal Factory has been giving a lot of head ache to the Government.

Mr Speaker The answer is given, I believe

Shri V. B. Raju . What action the Government has taken i.e., the second part of the question I wish to answer. When the lock-out was declared, it was informed to me, immediately, and after referring this matter to the Tribunal constituted with the above terms of reference, I have ordered action to be taken under S. 10 (3) of the Industrial Disputes Act which reads as follows

“Where an industrial dispute has been referred to a Board or Tribunal under this section, the appropriate Government may by order prohibit the continuance of any strike or lock-out in connection with such dispute which may be in existence on the date of the reference.”

Under S. 10 (3), orders have been passed and action is being taken

Shri M S. Rajalingam May we know who is the Chairman of the Board of Directors and what post he holds in the Government ?

Shri V B. Raju The Chairman of the Board of Directors is Shri Naqi Bilgrami, and he is the Secretary to Government in the Department of Commerce and Industry

Shri M S Rajalingam As he happens to be a Government officer, Sir, there is a confusion prevailing in the public to the effect that the Government is also a party to the present lock-out and so can we conclude that it is correct ?

Shri V B Raju It is not correct

Shri M S Rajalingam Is the Government aware, Sir, that the Manager, who, with an air of his old Imperialistic British superiority, has been challenging the rights of the existing Government in his open talks with the labour and thus has annoyed the labour ?

Shri V B Raju I will not be able to answer the epithets, but I can say this much that there is a deep rooted suspicion between the workers and the management about each other

Shri G Rajaram (Armoor) I want to know whether the hon Minister for Labour is satisfied with the grounds declared for the lock-out

Shri V B Raju I have made it already clear that it is not a question of my satisfaction or dissatisfaction. The matter has been referred to a Tribunal and action under S 10 (3) of the Industrial Disputes Act is being taken.

Shri V. D. Deshpande May I know when the Factory will begin to work as per the orders of the hon. Minister ?

Shri V B. Raju . As I said, action is being taken under S. 10 (3)

Shri V D Deshpande Is it treated as urgent or are the orders going to be delayed ?

Shri V B Raju My orders are for immediate action.

Shri V D Deshpande . When the lock-out had to be declared, is there no provision to the effect that the Government should be consulted in this matter, more or less, it being a semi-Government factory ?

Shri V. B. Raju I am compelled to quote the statement of the same hon. member when he complained about declaring a particular industry as a public utility concern in which strikes are prohibited. He did not keep in view then about lock-outs also. The Government is not fully empowered to come in the way of such action by the Management,

Shri V D Deshpande There, the Managing Agent is different, but here one of the Secretaries to the Government is the Chairman of the Board of Directors. Therefore, I want to know why the Government was not consulted when the lock-out was declared.

Shri V B Raju The Chairman is a part and parcel of the Board of Directors and the Government is merely a share-holder.

Shri L R Ganerwal (Ramayan Pet) Is he a nominee of the Government of Hyderabad?

Shri V B Raju Yes.

Shri L R Ganerwal What are his duties and functions as Chairman of the Board of Directors?

Shri V B Raju He is a part and parcel of the Board of Directors and he has to preside over the meetings.

श्री लक्ष्मीनिवास गनेरीवाल —बोर्ड ऑफ डायरेक्टर्स की जो कारवाइयाँ होती हैं क्या बिनकी अितल्ला गव्हर्नमेन्ट को देना जरूरी नहीं है ?

Shri V B Raju I think the Department of Commerce and Industries and the Minister for Commerce and Industry must have had the information.

Shri V D Deshpande Is the Secretary not there on the Board as representative of the Government?

Shri V. B. Raju . He is there representing the interests of the Government on the Board.

Shri M. S. Rajalingam Is it not his duty to defend public policy also in this respect?

Shri V. B. Raju . He is not there to enunciate policies. He is there only to safeguard the monetary interests of the Government.

شری لکشمی کوٹڈا - کیا پورے بورڈ پر انہیں خصوصی اختیارات ہیں ؟

Shri V. B. Raju : This does not come under the purview of law.

شری وی۔ بی۔ ڈی۔ - دیشپانڈے - اگر وہ گورنمنٹ کے نمائندے کے طور پر ہیں تو کیا وہ منسٹریس کابینہ ایڈ آئنڈ منسٹریز کے تحت نہیں ہیں ؟

Shri V B. Raju I request the hon the Minister for Commerce and Industry to answer this question

श्री विनायकराव विद्यालंकार — मिनिस्टर के तहत नहीं है। गव्हर्नमेंट के तहत है।

श्री जी. - راجہ رام - اس فیکٹری میں گورنمنٹ کے کتنے پرسنٹ (Per cent) شیئرس (Shares) ہیں ؟

श्री. विनायकराव विद्यालंकार — पचास फीसद है।

I think it is about 50 per cent. The hon. the Finance Minister says it is 30 per cent

Mr. Speaker : I think we should close this matter now. I do not think it worthwhile to discuss this matter any longer.

Business of the House

Mr. Speaker : Now, before we proceed, I want to consult the House on one point.

آپ جانتے ہیں کل اور پرسوں تعطیلات ہیں۔ ۲۶ تاریخ کو ہم یہاں پھر ملینگے۔ میرے پاس ٹائم کے بارے میں رپریزنٹیشن (Representations) آئے ہیں اور یہ خواہش ظاہر کی گئی ہے کہ آئندہ سے ہم دو بجے سے ساڑھے چھ بجے تک اجلاس کریں۔ اس سلسلہ میں ہاؤس کی کیا رائے ہے یہ میں ہاؤس سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

بھری وی۔ ڈی۔ - ڈیٹپانڈے۔ اس سلسلے میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ دو پہر کے سشن (Session) میں زیادہ سہولت ہوگی۔ یہ چہر تحریہ سے محسوس ہو رہی ہے۔ اس لئے دو پہر میں سشن رکھنا مناسب ہوگا۔

(Pause)

مسٹر اسپیکر۔ تو دوپہر کا سشن ہی مناسب ہے یہ ہاؤس کی رائے معلوم ہوتی ہے۔ ساڑھے چھ بجے تک ہم کام کرینگے۔ درمیان میں چار سے ساڑھے چار تک ریسس (Recess) کے لئے وقت دیا جائیگا۔

بھری ویلیا کولور (سورابور)۔ ہاؤس کے اکثر اراکین اصلاح سے آئے ہیں انہیں صبح میں کوئی کام نہیں رہیگا۔ اور صبح کا سشن رکھنے سے یہ بھی ہوتا ہے کہ ہم دوپہر میں بھی کام کر سکتے ہیں۔ اسلئے میں یہ کہہنا صبح میں جو سشن رکھا گیا تھا وہی مناسب تھا۔

مسٹر اسپیکر۔ پہلے ہی ہاؤس کی رائے معلوم کی جا چکی ہے اور اس پر میں نے بھی تصدیق کر دیا ہے۔ اس کے بعد یہ سیشن بکر پینشن ہونا نامناسب ہے۔

شری جی۔ ہمت راؤ (مالگ)۔ اسٹیمینٹ کمیٹی (Estimates Committee)
 حویہاں قائم کی گئی تھی اسکی رپورٹ (Report) ہمیں دی گئی۔

مسٹر اسپیکر۔ دی حائیگی۔ اب ڈیمانڈس (Demands) کا مسئلہ آپ کے سامنے
 پیش ہوگا۔ آرریل مسٹر فارا کر یکلچر اینڈ میلٹری (Hon. Minister
 for Agriculture and Supply) ایسے ڈیمانڈس پیش کریں گے۔

Demands for Grants

The Minister for Agriculture and Supply (Dr. Channa Reddy): Speaker, Sir, I beg to move that a sum not exceeding Rs. 2,29,500 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March 1953 in respect of Demand No. 29. The demand has the recommendation of the Rajpramukh

Speaker, Sir, I beg to move that a sum not exceeding Rs. 65,72,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March 1953 in respect of Demand No. 49. The demand has the recommendation of the Rajpramukh

Speaker, Sir, I beg to move that a sum not exceeding Rs. 2,19,975 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March 1953 in respect of Demand No. 57. The demand has the recommendation of the Rajpramukh.

Speaker, Sir, I beg to move that a sum not exceeding Rs. 15,00,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March 1953 in respect of Demand No. 61. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh

Speaker, Sir, I beg to move that a sum not exceeding Rs. 9,40,88,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March 1953 in respect of Demand No. 96. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.

Mr. Speaker : What is the aggregate amount ?

Dr Channa Reddy : The aggregate amount for the five demands is Rs. 10,26,09,475.

Shri V. D. Deshpande I rise on a point of information or rather a point of order. Demand No 61 for Food subsidy is Rs 15,00,000. In the original estimates I find it is Rs 2,00,000. Whether such an additional sum can be presented to the House without bringing in a supplementary demand is the point on which I wish to be clarified

Dr. Channa Reddy I am afraid, there is some misunderstanding. In the Revised Budget presented by the hon. the Finance Minister, this sum was clearly specified under this heading

Shri V. D. Deshpande I will read from the Civil Budget estimates

Mr Speaker It is in the revised Budget Estimates.

Shri V D Deshpande I want to be get clarified on this point. When the demand under this Head was 2 lakhs of rupees in the earlier Budget, how is it that it is 15 lakhs of rupees now? Why is it that, when a supplementary demand could be introduced later, this additional sum is included now itself in respect of this Department? Why not additional sums be likewise added with regard to other departments as well?

Dr Channa Reddy I am afraid there is confusion about supplementary demands. There is no question of supplementary demands at this stage. The demand for Rs 15,00,000 is specifically mentioned in the revised budget which the hon. the Finance Minister has presented

Shri V D Deshpande : I think the present revised budget is a continuation of the old Budget

Mr Speaker . That is a different matter. Supplementary demands will come up later when the departments concerned make up their accounts

Now, the motions for Demands Nos 29, 49, 57, 61, and 96, making an aggregate amount of Rs. 10,26,09,475 moved

We shall take up cut-motions.

DEMAND NO 29—SUPPLY DEPARTMENT

Shri B. Krishnaiah (Khammam) Mr Speaker, Sir, I beg to move .—

“That the demand under the head ‘Supply Department’ be reduced by Re 1 to discuss the procurement and Talafmal in Telangana

Mr Speaker Motion moved

"That the demand under the head 'Supply Department' be reduced by Re 1 to discuss the procurement and Talafmal in Telangana

(Shri K Venkataramarao, the next mover on the list, was not present in the House)

Shri B D Deshmukh (Bhokardan—general) Mr Speaker, Sir, I beg to move

"That the demand under the head 'Supply Department' be reduced by Re 1 to discuss procurement and levy prices in Marathwada."

Mr Speaker : Motion moved .

"That the demand under the head 'Supply Department' be reduced by Re 1 to discuss procurement and levy prices in Marathwada.

DEMAND NO. 49—AGRICULTURE

(Shri G Sriramulu, the next mover on the list, was not present in the House)

Shri K. Ramachandra Reddy (Ramannapeth) Mr Speaker, Sir, I beg to move .

"That the demand under the head 'Agriculture' be reduced by Re. 1 to discuss the Grow More Food schemes"

Mr Speaker Motion moved

"That the demand under the head 'Agriculture' be reduced by Re 1 to discuss the Grow More Food schemes"

DEMAND NO. 57—TEXTILE COMMISSIONER

Shri V D. Deshpande . Mr. Speaker, Sir, I beg to move

"That the demand under the head 'Textile Commissioner' be reduced by Re 1 to discuss the textile policy of the Government

Mr. Speaker : Is there any particular grievance regarding this ?

Shri V. D. Deshpande : If any specification is necessary, I shall put it as 'the supply of yarn to weavers'

Mr Speaker Motion moved

“ That the demand under the head ‘ Textile Commissioner ’ be reduced by Re 1 to discuss the supply of yarn to weavers

DEMAND NO 61—FOOD SUBSIDY

Shri K Anantha Reddy (Balkonda) I beg to move

“ That the demand under the head ‘ Food Subsidy ’ be reduced by Re 1 to discuss maladministration ”

Mr Speaker Motion moved .

“ That the demand under the head ‘ Food Subsidy ’ be reduced by Re 1 to discuss maladministration ”

Dr Channa Reddy I beg to submit, Sir, that I am unable to understand how maladministration and food subsidy go together.

Shri Anantha Reddy It comes under maladministration

Dr Channa Reddy : But even if it is so, there is the other Budget, but not the food subsidy.

Mr Speaker When the cut-motion is discussed, he will give details regarding that

(Shri Syed Akhthar Hussain, the next mover on the list, was not present in the House)

Shri V D Deshpande Mr Speaker, Sir, I beg to move

“ That the demand under the head ‘ Food Subsidy ’ be reduced by Re 1 to discuss the discontinuation of the food subsidy by the Centre and the consequent increase in the prices of foodgrains.

Mr Speaker Motion moved .

“ That the demand under the head ‘ Food Subsidy ’ be reduced by Re 1 to discuss the discontinuation of the food subsidy by the Centre and the consequent increase in the prices of foodgrains. ”

DEMAND NO 95—CAPITAL OUTLAY ON STATE SCHEME OF
STATE TRADING

(Shri K V Ramarao, the next mover on the list, was not present in the House)

Shri A Raj Reddy (Sultanabad) : Mr Speaker, Sir, I beg to move

“That the demand under the head ‘Capital outlay on State Scheme of State Trading’ be reduced by Re 1 to discuss the working of the Commercial Corporation and its functions

Mr. Speaker Motion moved

“That the demand under the head ‘Capital outlay on State Scheme of State Trading’ be reduced by Re 1 to discuss the functions of the Commercial Corporation ”

Shri V.D. Deshpande : Mr Speaker, Sir, we do not know whether the Commercial Corporation is existing now So we shall discuss regarding the Corporation that is now dealing with state trading.

Mr Speaker These are all the cut-motions .

Shri L K Shroff (Raichur) Mr Speaker, Sir, copies of the lists of cut-motions have not been supplied, and some of the hon Members have not received them Lists Nos 3 & 5 have not been supplied

Mr. Speaker Probably they were supplied the very first day.

I am told the Party Whips are supplied with copies and it is the duty of the party whips to supply them to the hon Members

Shri L K Shroff This arrangement was made from list No 6, but not before that Before that, the Secretariat was supplying them.

Mr Speaker : But anyhow they were supplied

(Pause)

Shri Raj Reddy : Mr. Speaker, Sir, There is another cut-motion to demand No 96.

Mr. Speaker : Yes, I am sorry I omitted it.

I suppose it is cut-motion No. 3 to reduce the allotment of Rs. 9,40,88,000 for Capital outlay on State Scheme of State Trading by Re. 1.

Shri V D. Deshpande Cut-motion Nos. 2 and 3 to demand No. 96 are the same, but probably the specification is different.

Mr. Speaker So, Shri Raj Reddy's cut-motion refers to the Commercial Corporation and its functions. This cut-motion has already been moved.

Shri B. Krishnaiah Mr. Speaker, Sir, I beg to move

"That the demand under the Head 'Capital outlay on State Scheme of State Trading' be reduced by Re 1 to discuss the policy regarding the scheme of State Trading

Dr. Chenna Reddy I think, it will facilitate if the hon. Member makes it more specific.

Mr. Speaker This is rather put in a general way.

Shri B. Krishnaiah I want discussion on State Trading in a general way.

Mr. Speaker . Is it regarding the policy of the Government relating to State Trading or what?

(Pause)

Mr. Speaker : Probably, he does not want it.

Shri B. Krishnaiah . Mismanagement of purchase

Mr. Speaker I could not follow.

Shri V.D. Deshpande Mismanagement in purchase of food-grains.

Mr. Speaker . Motion moved :

"That the demand under the head 'Capital outlay on State Scheme of State Trading' be reduced by Re 1 to discuss the mismanagement in purchase of foodgrains

I do not think we will take much time over this matter because I propose to close discussion just before or after recess. So, after 11.30 A.M., the Minister concerned will give his reply and it is necessary that the Members should try to finish their speeches in the meantime.

Shri Anant Reddy : It will be better if the Minister concerned answers after 12,

Shri V.D. Deshpande : I beg to submit, Sir, that this Ministry is a sufficiently important one as it deals with the controversial problem of subsidy of foodgrains and also the controversial problem of supply of yarn besides the Hyderabad Commercial Corporation. Hence for discussing all these aspects, sufficient time will be required and probably the forenoon shall have to be devoted. That is to say, we may have to sit in the afternoon and then the Minister can give his reply

Mr. Speaker : At any rate, we will not sit in the afternoon for this subject. The thing is this. The Minister will be called upon to give his reply by 12.30 and afterwards we shall put the Cut-motions to vote either before 1 P.M. or just after a few minutes.

శ్రీ బి కృష్ణయ్య

ఆధ్యక్ష మహాశయ,

తెలంగాణాలో తెవీ వద్దతి గత కొన్ని సంవత్సరాలనుంచి వివిధ రకాలుగొ మారుతూ వస్తోంది ఈ వద్దతి హెదరాబాదు సంస్థానములో ఉన్నటువంటి కరువులు నిర్మూలించడంకోసము ప్రవేశపెట్టబడ్డది. ప్రతిరైతువద్ద వండించిన పంటలో కొంత ధాన్యాన్ని వసూలుచేసి పట్టణాల్లోని ప్రజలకోసము తీసుకుపోవుటకు ప్రవేశపెట్టబడింది. ఈ తెవీ ప్రవేశపెట్టబడిన తరువాత ప్రజల ఆకలి ఎంతవరకు తీర్చగలిగింది? ఇది పట్టణాల్లోఉన్న ప్రజల తిండిసమస్యనుగొని సర్వేలలో ఉన్న బీదరైతాంగము యొక్క సమస్యలనుగొని తీర్చలేక పోయింది ఎందుకంటే ఈ తెవీ కమిటీలను పెద్ద పెద్ద ధూస్యముల జమీందారుల చేతులలో పెట్టుటవలన తమ కనుకూలమగు పట్టాలు ప్రవేశపెట్టడం, తెవీ వసూలు చేయడంవల్ల బీదరైతాంగం తెలంగాణాలో కరువు బాధకు గురీకావడం జరుగుతోంది ఇంతకు పూర్వము జాంఖాయి తెవీ సిస్టాన్ని ఇక్కడ ప్రవేశపెట్టారు. దీని ప్రకారం ౨౭ ౧/౨ మణుగుల ధాన్యం సండించే రైతునుంచి తప్ప తెవీ వసూలు చేయడం లేదు అంటే ప్రభుత్వం ఇచ్చిన తిట్టుల ప్రకారం దాదాపు మూడు ఎకరాల మాగాణిగొని తేక పది ఎకరాల పెట్టగాని ఈ తెవీనుంచి మినహాయించబడింది. దాని తర్వాత మళ్ళీ ఒక క్రొత్త చట్టము ప్రవేశపెట్టడం జరిగింది ఇది బీద రైతాంగానికి నష్టము కలిగిస్తోందేగాని బాధం చేయడంలేదు ఇది ధనికులనుంచి ఎక్కువ తెవీ వసూలు చేయటానికిని పెట్టారు ఇంతకు పూర్వము రైతులులాము వండించిన ధాన్యం ౨౭ ౧/౨ మణుగులు వుంచుకొనుటకు వీలుండేది. గాని ఈ సిస్టము ప్రకారము అంతవరకు ధాన్యం రైతు వుంచుకోవడానికి వీలు కలుగుట లేదు ఈనాడు ప్రవేశపెట్టబడిన చట్టము ప్రకారము ప్రతి రూపాయి ఖర్చు కట్టి రైతుకూడా తెవీ ధాన్యాన్ని కొలవాలింటే ఒక రూపాయి మొదలు ఆరు రూపాయల వరకు ఖర్చుకట్టేవారు ఎకరానికి ౧౮ శేర్లు కొలవాలనివున్నది. తరువాత ఈ గ్రేడు పెరుగుతూ పోయింది. రు. ౧౦౦ ల పైన ఖర్చుకట్టే రైతు ఎకరానికి ౫౪ శేర్లు కొలతాని. ఈ ఖర్చు చూత్తానికి జమీందార్లనుంచి ఎక్కువ ధాన్యం తాకట్టాడానికి కనబడుతోంది. పూర్వచట్టాన్ని, ఈ చట్టాన్ని చూస్తే, ఇప్పుటిదాంటి బీదరైతాంగాన్ని

మిహాయింతుం జరుగుటలేదు వీర రైతు ౨౭ ౧/౨ మణుగులు ధాన్యం పండిస్తే ఒక మణుగు ధాన్యం తీసుకో బడుతోంది పూర్వపు చట్టము ౨౭ ౧/౨ మణుగుల వరకు పండించే రైతును మిహాయింతుం జరిగేది గాని ఇప్పటి చట్టప్రకారము జమిందార్లు తమ కనుకూలముగా ఏరకంగానైనా కుంటున్నారంటే పెద్ద పెద్ద అధికారులను చేతులతో పెట్టుకోవడం రిలఫ్ మెంట్ చేసుకోవడం జరుగుతోంది ఆ ప్రకారం ఒక ప్రక్క శిస్తుమిగుల్లు కొంటున్నారంటే పెద్ద ప్రక్క ధాన్యాన్ని మిగుల్లు కొంటున్నార మహబూబురెడ్డి జమిందారుకు ౧౭౦౦ ఎకరాల మాగాణివుంది ౭౦౦ ఎకరాల మాగాణి రిలఫ్ మెంట్ చేయించు కొంటాడు ఒక ప్రక్క దీనికి తెలియవ్వకుండా తప్పించుకోవడం, రెండో ప్రక్క శిస్తు మాఫీ చేయించుకోవడం జరుగుతోంది ఒక పెయ్య రూపాయలు ఫూజీ దొరుకు, కలివ్వురుకు ఇచ్చి నల్లైతె తివి శిస్తు మాఫీ అయిపోతుంది కాని వీర రైతాంగాన్ని మాత్రం మిహాయింతుం

[Mr Deputy Speaker in the Chair]

పెద్ద జమిందారు భూమిని కొలుకు ఇస్తాడు గాని, తేవీ కొలుదారునుంచి వసూలు చేయబడతోంది పెయ్య ఎకరాలను కొలుకు ఇచ్చినట్లయితే జమిందారు ఇవ్వవలసిన తేవీ, శిస్తు కూడా కొలుదారువద్ద వసూలు చేయబడుతోంది ఇది సేను చూచాను జమిందారు ఇవ్వవలసినతేవీ ఎకరం ఒకటికి ౫౦ శేర్ల చొప్పున కొలుదారు దగ్గరనుంచి వసూలు చేస్తున్నారు. గాని రైతు వీటిని జమిందారుకిచ్చే కొలులోనుంచి ఇవ్వాలిడంటుంది ఒక ప్రక్క జమిందారు పేరుతో కొలు తీసుకుంటూ రెండో ప్రక్క ఎకరానికి ప్రభుత్వానికి ౫౦ శేర్ల చొప్పున కొలవాలి తెలంగాణాలోని రైతు ఈ ప్రభుత్వ తేవీ విధానంవల్ల పూర్తిగా నాశనం అగుచున్నాడు ఈ తేవీ విధానాన్ని పూర్తిగా తీసివేయాలి రైతుల దగ్గరనుంచి ధాన్య సేకరణ చేసేటప్పుడు, వారి అవసరాలకు మిహాయింతు మిగతాదీ తీసుకోవాలి పెద్ద పెద్ద భూస్వాములను అహార కమిటీలలోనుంచి తగ్గించి, ఇక్కడ పనిచేయుచున్న రాజకీయ పక్షాలలోనుంచి కొంతమందిని ఆ కమిటీలలో పేసి తేవీమాలు చేస్తే బాగుంటుంది జమిందార్లనుండి న్యాయంగా ధాన్యం వసూలు చేస్తే అహార సమస్యను తీర్చవచ్చును కాని దీనికి ప్రభుత్వము సిద్ధముగా వున్నట్లు కనబడుట లేదు ప్రభుత్వం అహార సమస్యను తీర్చాలంటే మద్రాసు రాష్ట్రంలోగాని ఇతర రాష్ట్రాలలో గాని ఏ రకంగా జరుగుతోందో, ఆ రకంగా సేకరించడం మంచిదని సేను భావిస్తున్నాను అయితే రైతుకు నష్టము లేని పద్ధతిలో సేకరించాలి

Mr. Dy. Speaker : Members should not cross while an hon. Member is speaking.

శ్రీ బి కృష్ణయ్య—

ప్రభుత్వం ఈ తేవీ పద్ధతిని డబ్బు చెల్లించాలంటే సేనుగా రైతుకు ఇవ్వడంలేదు ఎవరెవరికో ఇవ్వడం జరుగుతోంది. వారు అది రైతులను ఇచ్చే లోనుల కొంటి డబ్బును కాజేయడం జరుగుతోంది. ఒక ప్రక్క రైతు ఇవ్వవలసిన తేవీ ధాన్యం పూర్తిగా ఇస్తున్నప్పుడు, అతనికిరావలసిన డబ్బు పూర్తిగా రావడం లేదు ఒక్కొక్కప్పుడు రెండు మూడు సంవత్సరాలదాకా రైతుకు ఇవ్వబడే డబ్బు ఇవ్వరు గాని రైతుమొర విసేవారు ఎవరు లేరు కాబట్టి ధాన్యాన్ని ప్రభుత్వం తీసుకునే టప్పుడు ప్రాక్యూరుమెంటు విధానాన్ని అవలంబించి రైతు పండించినది అతని అవసరాలకు

పోను మిగతా ధాన్యాన్ని రైతు ఇంటి దగ్గర తీసుకోవడం, పెంటనే డబ్బు కూడా ఇస్తే రైతుకు ఏ బాధ వుండదు ప్రభుత్వానికి కూడా కావలసినంత ఆహార ధాన్యాన్ని సేకరించడానికి అనువుగా వుంటుంది.

దాని తరువాత, ప్రభుత్వం ప్రవేశపెట్టినటువంటి చట్టాలను అధికారులు దుర్వినియోగము చేస్తున్నారు. తెవీ విషయంలో గత సంవత్సరం ప్రవేశపెట్టిన తెవీ స్క్రీములో పెంట్టు పంటలో సగము మాత్రమే వసూలు చేయాలని వున్నది. కాని అధికారులు, పేటలు పట్టణాలు రైతు ఎంత సేద్యము చేశాడో అంతా వసూలు చేశారు. దానిని అధికారులు స్వయముగా అమ్ముకోవడం జరుగుతోంది. అసలు ప్రభుత్వం ఏమి చట్టాలను ప్రవేశ పెడుతోందో, వాటి అమలు ఏ ప్రకారం జరుగుతోందో రైతులకు తెలియదు. కాబట్టి రైతులు గిర్దావర్లమీద ఆధారపడక తప్పదు. ఆ చట్టాలు రైతులకు ఏమాత్రం తెలియవు. ఇప్పుడు ప్రవేశపెట్టిన తెవీ విధానం ప్రకారం రు ౯౦౦ల ఇస్తు కట్టే రైతు ఎకరానికి ౫౦ శేర్లు కొలవాలి. రు ౯౦౦-౪౦౦ లు కట్టినప్పటికీ ఎకరానికి నాలుగు శేర్లు అదనంగా ఇవ్వాలి. ఒక రూపాయ మొదలు ఆరు రూపాయల వరకు ఇస్తు కట్టే చిన్న రైతు ఎకరానికి ౧౮ శేర్లు కొలవాలి. రు ౬-౪౦౦ కట్టినప్పటికీ ౨౩ శేర్లు చేపున ప్రభుత్వానికి కొలవ వలసి వస్తోంది. కాబట్టి ఈ చట్టంవల్ల రైతుకు తాళం కలుగుట లేదు. ఈ చట్టాన్ని తీసివేసి, మద్రాసు రాష్ట్రంలో ఉన్న విధానం అవలంబించిన ..

డా. చెన్నారెడ్డి—

ఇప్పుడు మద్రాసు ప్రభుత్వము అవలంబిస్తున్న పద్ధతినీ గురించే అవరబుల్ మెంబరుగారు టున్నారా?

శ్రీ బి. కృష్ణయ్య—

మద్రాసు ప్రభుత్వం ఈ సంవత్సరం ఏదైనా ప్రవేశపెట్టిందేమో తెలియదు. గత సంవత్సరంవరకు మద్రాసు ప్రభుత్వం రైతులు పండించే పంటలో రైతు ఆవసరాలకు పోను మిగతా ధాన్యాన్ని తీసుకొన్నది. రైతుకు ఇంటిపద్దనే డబ్బు కూడా ఇస్తున్నారు. పెందరాబాదు ప్రభుత్వంకూడ ఆ పద్ధతినీ ప్రవేశపెడితే ఖాగుంటుందని నేను అనుకుంటున్నాను. దాని తరువాత, ఈ తెవీ తీసుకునేటప్పుడు పత్తాకు తరుగు ౪, ౫, ౮ శేర్లు తీసుకొనుట జరుగుతోంది. గాని మళ్ళీ ఆ ధాన్యాన్ని అమ్మబోయేటప్పటికీ పత్తాకు తరుగుక్రింద ఎక్కువడబ్బు తీసుకొనుట జరుగుతోంది. బియ్యం రు ౧౪-౧౦-౮ లకు తీసుకోవడం జరుగుతోంది. కాని తిరిగి రూ ౨౦లకు అమ్ముట జరుగుతోంది. అంటే ఆరు రూపాయలు ఎక్కువరోటు తీసుకోవడం జరుగుతోంది. గాని తరుగుక్రింద వేసిన ధాన్యం ఏమైపోతోంది? దీన్ని తీసుకున్న అధికార్లు బ్యాకు మార్కెటులో అమ్ముకొంటున్నారు. ప్రభుత్వం దీనివల్ల ఆదాయం సంపాదిస్తోందా? ఆ తెక్కలేమో లేవు. రైతు ఏవిధంగా ధాన్యం ఇస్తున్నాడో, అదేరోటుకు అమ్ములని నేను కోరుతున్నాను.

రైతులకు కావలసిన వ్యవసాయానికి అవసరమైన సామాన్లు ఇంతవరకు ఏ రైతుకు కంట్రోలు ధరలో దొరకలేదు. పెద్దపెద్ద భూస్వాములకు మాత్రం కంట్రోలు ధరకు దొరుకుతాయి. రైతుమాత్రం వాటిని బ్లాకుమార్కెటులోనే కొనుక్కోవలసి వస్తోంది. బ్లాకుమార్కెటుకు చెప్పే వారే ఈ చిన్న రైతు పట్టించినట్లయితే తిరిగి అతనికి సామాన్ల దొరకదు... చిన్న క్లబ్బుకుక్క కొనాలంటే తిరిగి ఆ రైతును అరెస్టు చేస్తారు.

కంఠముతోని రైతులు అవసరమైన వ్యవసాయ పనిముట్లకు అధికార్థవద్దకు రాయబారం పెట్టితే, వాళ్ళమీద కేసుపెట్టి 30 మందిని జైలులో పెట్టారు ఇప్పటికీ కూడా అధికారులు అడేవద్దతిలోపున్నారు అందుచే అధికారులు ఏమిచేస్తారో అని రైతులకు భయం పైగా వారికి సామానులు దొరకవు గాని పెద్దపెద్ద భూస్వాములకు, జమీందార్లకు వాళ్ళకు కావలసిన సామాన్లు కంట్రోలురేట్లకు దొరకుతాయి వారు వాటిని బాగా మార్కెటులో అమ్ముకోంటారు

జమీందార్లవద్ద వారి అవసరానికి పోను మిగతా ధాన్యాన్ని సేకరించవచ్చునని ఉన్నదే గాని ఈ చట్టములో అదేమీలేదు ఇదేవరకు చట్టము చిన్న చిన్న రైతులను, మూడు ఎకరాల మాణిగిగాని ౧౦ ఎకరాల మొట్టగాని చేసేవారిని మినహాయించింది ఇప్పటి చట్టము అదికూడా మినహాయించడంలేదు ఈ రెండు చట్టాలను తీసిపెసి, ప్రాక్యూరుమెంటు ఏథానాన్ని అవలంబిస్తే మంచిదని భావిస్తున్నాను వ్యవసాయావసర వస్తువులు రైతులకు గ్రామాలలోని పంచాయతీ కమిటీలు, కోఆపరేటివ్ సొసైటీల ద్వారాగాని పంచడం మంచిది తేనిచో తహశీలు దారు పరిష్కర కావలసి వస్తోంది శుక్రవారం సమావేశం అవుతాం ఆ రోజుకు మీరంతా రావాలని చెబుతారు ఆ రోజున తాలూకాలోని రైతాంగమంతా వస్తుంది తాని ముగ్గురు నలుగురుకు మాత్రమే దొరకుతాయి మిగతా రైతులంతా తిరిగి పోవలసి వస్తోంది ఇంటివద్ద వ్యవసాయం వదులుకువస్తే ఇక్కడ సామాన్లు దొరకక నిరుత్సాహంతో పెళ్ళిపోవలసి వస్తోంది. రెండవసారి మళ్ళీ రావడంలేదు ఈ సామాన్లు ఎక్కువగా నష్టయిచేసి రైతాంగానికి అందేటట్లు చూడాలని కోరుచున్నాను

شری مٹی شاہ جہاں بیگم (برگی) - کیا میں یہ معلوم کرسکتی ہوں کہ ہر ممبر کو
تقریر کے لئے لئے مٹ کا وقت دیا جاتا ہے ؟

مسٹر ڈبلیو اسپیکر - ٹائم مقرر تو ہیں۔ یہ ممبرس پر چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ خود
سلف اسور (Self impose) کر لیں۔

شری مٹی شاہ جہاں بیگم - اگر کوئی ممبر ایک گھنٹہ لے لے لے نو ؟

مسٹر ڈبلیو اسپیکر - آرریبل ممبرس سے توقع ہے کہ وہ ۱۰ - ۲۰ مٹ سے زیادہ
ہیں لینگے۔

شری بی۔ ڈی۔ دینمکھ - میں نے ڈیمانڈ (Demand) ممبر ۲۹ کے
سلسلے میں کٹ موس (Cut-motion) پیس کیا ہے - حیدرآباد میں پہلے ایکریج
کے حساب سے حوالیوں کلکٹس (Levy Collection) کا طریقہ تھا
اس سے کافی کلکٹس ہوتا تھا لیکن اڈمنسٹریشن (Administration) غلط
ہونے کی وجہ سے بیحد بدعواایاں ہوتے ہیں اور کسانوں پر مطالبہ ہوتے تھے - نظام کی
حکومت کے زمانے میں خیرایسا ہوتا تھا - ۱۹۴۹ء میں حکومت نے نئی لیوی سسٹم
(Bombay Levy System) یہاں رائج کیا - اس سلسلہ میں کسانوں
کے لئے جو رعایتیں تھیں انکا بھی اعلان ہوا - لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے
کہ اس سسٹم میں نو ایسی خرابیاں نکلیں جو ایکریج سسٹم میں بھی نہ تھیں - اس

سلسلے میں ٹیبلز (Tables) بھی تیار کئے گئے۔ سب کچھ ہوا لیکن مشنری نا اہل ہونے کی وجہ سے یہ کامیاب نہ ہو سکا۔ جیانیہ حکومت نے خود اسکا اعلان کیا اور اعتراف کیا کہ حکومت کے کارکن لوی سسٹم کو اچھی طرح سمجھ نہ سکے۔

لیوی کا تعلق ایک ایسے طبقے سے ہے جو تعلیم یافتہ ہیں۔ سائنٹیفک (Scientific) طریقہ سے حساب و کتاب نہیں کر کے کاسکاروں سے یہ توقع کرنا کہ وہ اسے اچھی طرح سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھائیں گے درست نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ٹیل بشواری اور گرداوروں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ بمبئی کا جو گریڈڈ لیوی سسٹم (Graded Levy System) یہاں نافذ کیا گیا اس میں یہ تصور کیا جاتا تھا کہ فلاں زمین پر اتنی پیداوار ہوگی۔ اس حساب سے لوی عائد ہوتی تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان کی زراعت بالکل قدرتی حالات پر منحصر ہے۔ اس لحاظ سے نہ اندازہ مشکل ہے کہ کس زمین سے کتنا پروڈکشن (Production) ہوگا۔ اس کے علاوہ کچھ اور دسواریاں بھی ہیں۔ حسانی حراپیاں بھی ہیں۔ مختلف بجٹے تیار کر کے پڑے ہیں۔ جیانیہ عملا اس سسٹم میں اتنا کلکشن (Collection) نہیں ہوا جسکی توقع تھی۔ اس لحاظ سے یہ ناکام ثابت ہوا۔ اور دوسرے سسٹم کو نافذ کرتے ہوئے حکومت نے یہ تسلیم کیا کہ بمبئی لوی سسٹم کو یہاں کے عہدہ دار سمجھے سے فاصلہ رہے۔

ہر حال لیوی کے سلسلے میں کئی سسٹمز (Systems) نافذ ہوئے۔ لیکن عمل کرنے میں جو حراپیاں نفاذ ہوئیں وہ ہر لوی سسٹم کی ناکامی کا باعث بنیں۔ سپلائی ڈپارٹمنٹ (Supply Department) کا وہ طبقہ جس میں گرداوروں سے تحصیلدار تک شامل ہیں ہر سسٹم کو ناکارہ ثابت کرنا ہے۔ دوسری چیز یہ کہ واقعی جیسی پیداوار ہوئی چاہئے ویسی ہیں ہوتی۔ حکومت نوکسان سے مقررہ مقدار چھوڑ کر باقی عہدہ لوی میں حاصل کر لیتی ہے۔ اور حکومت نے راسنگ ایریا (Rationing Area) میں عہدہ سپلائی (Supply) کرنے کی ذمہ داری لے رکھی ہے لیکن ناں راشنڈ ایریا (Non-Rationed Area) کے لئے وہ عہدہ سپلائی کرنے کی ذمہ داری نہیں لیتی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ گذشتہ سالوں میں ٹیننٹس (Tenants) اور کسانوں کو پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا اور سہ ۱۹۵۰ء میں تو مرہٹوارہ کے بعض علاقوں میں قحط کے حالات بھی پیدا ہو گئے۔ وہاں نہ تو عہدہ سپلائی کرنے کا انتظام حکومت نے کیا اور نہ جیب گرین شاپس (Cheap Grain Shops) ہی کھولی گئیں۔ غریب کسان کے پاس جو کچھ تھا وہ نولیوی میں چھین لیا گیا۔ اور لیوی دیدیے کے بعد کسان کی نہ حالت ہو گئی کہ اس کے گھر میں ایک دانہ ہیں رہا۔ بھوکے مرے کی توب آگئی۔ آپ وہاں کے حالات کا صحیح حائرہ نہیں لیتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ کسان پریشان ہے۔ جتنا پہلے ہی سے ان حالات کی وجہ سے پریشان تھی جو گذشتہ دور میں تھی۔ میں یہ کہہوں گا کہ ٹریزری بینچس (Treasury Benches) کے کوئی آرڈیل سمر لیوی کے سلسلے میں ان علاقوں میں گھومیں اور معلوم کریں کہ صحیح حالات کیا ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ آج تک لیوی سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں جس طریقہ پر عمل ہو رہا ہے وہ سائنٹفک (Scientific) طریقہ سے مطابقت نہیں کرنا اور حوالہ سسٹریس (Administration) یہاں کام کر رہا ہے وہ بھی بہت ان ایفیسٹ (Inefficient) ہے اور عہدہ دار اپنے کو اس کے ذمہ دار تصور نہیں کرتے۔ لیوی کے وصول کرنے میں جو حرائی پہلے تھی وہ اب بھی ہے اور جسی لوی وصول کی جاتی ہے وہ بوری گودام میں داخل نہیں کی جاتی۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اس ضمن میں انتظام کرے۔ ہمیں معلوم ہے کہ حوالہ لوی وصول کی جاتی ہے اسکی قیمت دو دو تین تین مہسے تک کسانوں کو ادا ہیں کی جاتی۔ کیونکہ گودام میں وہب واحد میں ناسخ ہزار سے زیادہ رقم موجود ہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ دو روپے جالان کے ساتھ الگ لئے جاتے ہیں اور دو دو مہسے تک تحصیل کے مستقر پر کسانوں کا ہجوم رہا ہے۔ اسی ہزاروں اطلاعاتی احاروں میں بھی آئی ہیں۔ یہ وہب کسان کے لئے بہت ہی کام کا ہوتا ہے۔ کسانوں کا اس طرح وہب حراب ہونے سے ان کا کتنا نقصان ہوتا ہے اسکا اندازہ حکومت کو نہیں ہے۔ یہ تمام وہب محض رقموں کی وصولی کے سلسلہ میں کٹ جاتا ہے۔ اگر یہ نقصان کسی ایک روپیہ کے حساب سے مقرر کیا جائے تو دس دن میں دس روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ بولے پر بھی مہسے میں چار روپے کی ہلہ کمی کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ عمل ایسا ہے جسکی وجہ سے کاشتکار کو بہت نقصان ہوتا ہے۔ ناوجود اس کے کہ وہ حکومت کو لیوی دینے کے لئے سارے کوئی کاشتکار اس میں ہے جو پیداوار کو دینے بیچنے اپنا کام جاری رکھ سکے اس لئے وہ جیسے ہی اناج بیار ہوتا ہے اسکو بیچ دینا ہے۔ لیکن ان درمیانی حرایوں کی وجہ سے اسکو بہت نقصان پہنچتا ہے اور وہ کیچھ نہیں کر سکتا۔ سابقہ گریڈڈ لیوی سسٹم (Graded Levy System) میں کم از کم اسات کی نو گجائس بھی کہ اگر وہ چاہتا تو ۲ - ۲۰ من اناج رکھ سکتا۔ لیکن حالیہ اسکیم (Scheme) میں حملہ کسانوں پر مساوی طریقہ سے لیوی عائد کی گئی ہے۔ اس طریقہ کی وجہ سے چھوٹے سے چھوٹے کسان کو بھی بوری لوی ادا کرنی پڑتی ہے۔ حیدرآباد میں ایسے ۲ ہزار سے زیادہ کسان ہیں حکومت موجودہ لیوی کے طریقہ سے بہت نقصان پہنچتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر ٹیننٹ (Tenant) کو ۱۰ پرسنٹ (Per cent) غلہ بطور معاوضہ آراضی مالک کو دینا پڑتا ہے۔ اور لیوی کے سلسلہ میں پچاس پرسنٹ غلہ دینا پڑتا ہے۔ لیوی سسٹم میں جو نوٹس (Notice) دینا ہے وہ ٹیننٹس کے نام پر دینا ہے۔ اس طرح دن چار سو روپے مالک الگ وصول کرتے ہیں۔ اس وجہ سے زراعتی طہم بہت مملوک الحال ہے۔ رورل ایریا (Rural Area) میں حکومت نے یہ اعلان بھی سائے کیا تھا کہ ایسے سارے ایریا (Area) میں زرعی مردوروں کو جو دس ماہ پر روپے کا غلہ خریدتے ہیں راسنگ شاپ (Rationing Shop) سے غلہ دیا جائیگا۔ لیکن وہ بھی نہیں ہوا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ ملک میں جب بھوکے کسان ہیں تو کیا حکومت کا یہ عین فرص نہیں کہ ہر مقام پر اور ہر جگہ غلہ دینے کی اسکیم (Scheme) اختیار کرے؟ قدیم زمانہ میں جبکہ لیوی

سسٹم (Levy System) میں تھا جو ناساہ ہوتے تھے وہ بھی اس لیے فرص سمجھتے تھے کہ غلہ سب کو دنا جائے۔ بڑی بڑی زمیندار کے مالک سپروں میں رہتے ہیں اور عرب کسان قانون کی رد سے جیسے کے لئے تمام غلہ حکومت کو دے دیتے ہیں۔ لیکن بعد میں ان کو بھوکے مرے کی بوب آتی ہے۔

ہمارے پاس براری حواری کی قلم ۲۴ روپیے حالی فی پلہ دیماتی ہے۔ لیکن برار میں ۲۴ روپیہ آئی۔ حی فی پلہ دیماتی ہے جو ۲۸ روپے حالی کے لگ بھگ ہوتے ہیں۔ یہ بھی بڑی نا انصافی ہے۔ وہی حال گیموں اور جاول کی بھی ہے۔ اس طرح کسان کو جو قلم دیماتی ہے وہ بھی کم ہے۔ اس کو حکومت نے بھی تسلیم کیا اور یہ وعدہ کیا کہ اس کی قلم بڑھائی جائے گی کیونکہ اس سے کسان طعمہ متاثر ہوا ہے۔

دوسری چہر جو میں حکومت کی نظر میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آج حولیوی سسٹم ہمارے پاس قائم کیا گیا ہے وہ ہم حراب ہے جس سے ٹیننٹس (Tenants) ہوں یا لگاندار۔ پروٹکٹڈ (Protected) ہوں یا ان پروٹکٹڈ (Unprotected) ان سب کو ہم نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ہمارے پاس کا حکومت طعمہ ہے وہ ان مطالب سے بچ نہیں سکتا۔

تیسری چہر جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ قلموں کے بارے میں ہے۔ لیوی (Levy) کی حو قلمتیں دیماتی ہیں ان میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ حکومت کا کہنا ہے کہ ہم اس کی زیادہ قیمت نہیں دے سکتے کیونکہ اس سے سلگ رینس (Selling Rates) بڑھ جائیگے۔ حکومت کی جانب سے ۲۸ روپیہ فی پلہ کے حساب سے حواری خریدی جاتی ہے اور اس کو بحساب ۳۷ روپیہ فی پلہ دوکانداروں کو بیچا جاتا ہے۔ دوکاندار اس کو ۴۰ روپے کے نرخ سے فروح کرتے ہیں۔ اس طرح فی پلہ ۱۰-۱۲ روپیے کا فرو پڑتا ہے جس کو میں زیادہ کہہ بیگا کیونکہ اگر کوئی تنحص ۱-۲ آئے فی روپیہ کاتا ہے تو ہم اس کو منع اندوزی کہتے ہیں لیکن کارپوریشن (Corporation) ۱۰-۱۲ روپیہ فی پلہ کاتا ہے اور حو حواری ۲۸ روپیے فی پلہ کے حساب سے خریدی جاتی ہے وہ ۴۰ روپیہ فی پلہ سے فروح کی جاتی ہے یہ کس طریقہ اور کس کاروباری اصول سے صحیح ہے میں نہیں سمجھتا۔ اسلئے سپلائی ڈپارٹمنٹ (Supply Department) کے کاروبار پر نظر ثانی کرنا ضروری ہے۔ حولیوی پورے ملک سے وصول کی جاتی ہے وہ نہیں معلوم کس کن مقامات پر گھومتی ہے جس کی وجہ سے اس قدر احراحت عائد ہوتے ہیں۔ چند ایسے بھی گودام ہیں جن میں حکومت کی نظر میں لانا چاہتا ہوں جنہاں غلہ خراب ہو گیا لیکن نہ تو منتقل کیا گیا اور نہ عوام میں تقسیم کیا گیا۔ سپلائی ڈپارٹمنٹ میں ہم سی حرا بیاں ہیں اور اس سے کسان طعمہ کو حو ہمارے ملک کی حوشحالی میں اضافہ کر سکتا ہے ہم نقصان پہنچ رہا ہے۔ آنریبل مسٹر فار اگریکلچر (Hon. Minister for Agriculture) نے جو اسٹیٹمنٹ (Statement) محکمہ راعب سے متعلق دیا ہے اس سے اس بات کی وصاحت ہوگی کہ ہمارے ملک کی

پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا اور اس پر کتنا رویہ خرچ ہوا - یہ اسٹینڈسٹ م - مٹی
سہ ۱۹۵۲ء تک کے لئے ہے جس میں حوار سے متعلق تفصیل دی گئی ہے -

۱۹۵۰-۵۱ء میں ۶۶ لاکھ ایکڑ ایریا (Area) میں ۸ لاکھ ٹن حوار -

۱۹۵۱-۵۰ء میں ۷۲ لاکھ ایکڑ ایریا (Area) میں ۸ لاکھ ۶۲ ہزار ٹن حوار -
۱۹۵۲-۵۱ء میں ۷۳ لاکھ ایکڑ ایریا میں ۸ لاکھ ۷ ہزار ٹن حوار بتلائی گئی ہے - میں پوچھتا
ہوں کہ جس وقت ۶۶ لاکھ ایکڑ ایریا ریکارڈ کیا گیا اس وقت کی پیداوار ۸ لاکھ ٹن تھی -
لیکن اب ۷۳ لاکھ رقبہ ہونے کے باوجود صرف ۸ لاکھ ۷ ہزار ٹن کی پیداوار ہوئی ہے -
زراعت کو اہمیت دیکر کروڑھا روپہ حوامس کے نام پر صرف کیا جا رہا ہے نہ معلوم
کیا ہو رہا ہے - کیا یہ پروگریس (Progress) تشبیہ جس سے ۹ سیلابی ڈیپارٹمنٹ
(Supply Department) کے کاروبار پر نظر ثانی کی ضرورت ہے -
دیکھا جاسکے کہ جو رویہ خرچ ہو رہے ہیں ان سے حقیقی طور پر کسانوں کو کوئی فائدہ
مہج رہا ہے اور وہ اس سے مستفید ہو رہے ہیں یا دوسرے لوگ اس سے ناخاطر طور پر
فائدہ اٹھا رہے ہیں - میں نے اسلئے کٹ موٹس ہاؤس کے سامنے لایا ہے کہ پورا ہاؤس
ان حقائق سے واقف ہو کر مجھ سے متفق ہو اور میرے کٹ موٹس کی نائید کرے اور
اسکو منظور کرے -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - شری رام چندراریڈی -

श्री लक्ष्मीनिवास गनैरीवाल :- क्या तकरीरो के लिये कोई टाइम लिमिट (Time limit) रखी गई है ?

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - کوئی خاص ٹائم مقرر نہیں کیا گیا ہے - آئندہ تقاریر کے معاملہ
کو دیکھتے ہوئے اگر اسکی ضرورت ہو تو ٹائم لمٹ لگائی جائیگی -

శ్రీ కె రామచంద్రారెడ్డి :-

అధ్యక్ష మహాశయా,

ఇప్పుడు ఏదైతే కోత ప్రతిపాదన ప్రవేశపెట్టానో ఆ వ్యవసాయ శాఖమీద ఖర్చును గురించి
అధికార బిల్లులు చూచినట్లయితే, అది దేశానికి ఎంతవరకు తాదాపా బోధపడుతుందో గౌరవ
నీయమైన వ్యవసాయశాఖ మంత్రిగారు రు ౮౦,౬౩,౦౦౦ లు వ్యవసాయశాఖకు బడ్జెటు పెట్టారు
దీనిలో ఎక్స్‌ప్రీమెంటల్ ఫారంకు రు ౫,౫౭,౦౦౦ లు ఖర్చుపెట్టనున్నారని అనగా పెద్ద పెద్ద
పట్టణాల్లో ఈ ఎక్స్‌ప్రీమెంటల్ ఫారమ్ము ఏర్పాటుచేసి ధామి ఎట్రాక్షనును వరిశోధించు
టకు ఈ వద్దలోనుంచి రు ౫,౫౭,౦౦౦ లు వృధాగా ఖర్చు అవుతోందో అనలు ఎక్స్‌ప్రీమెంట్
చేయకూడదా అంటే ఈనాటి మన రాష్ట్ర వరిశ్రీరులలో ఆ ఎక్స్‌ప్రీమెంటు ఎంతవరకు ఉపయోగ
పడుతుందో ఆలోచించాలి పట్టణాల్లో పెద్ద పెద్ద బిల్డింగులలో కూర్చోని ఎక్స్‌ప్రీమెంటు
చేస్తూంటే రైతాంగానికి ఏమీ తాదాము కలుగుట లేదు అనలు ఇటువంటి శాఖ ఉన్నదని
రైతాంగానికి తెలియదు ఏదో కొద్దిమంది పెద్ద ధాన్యాములకు తప్ప అధికసంఖ్యాకులగు
రైతులకు తెలియటలేదు దీనికి అయిదు లక్షలకు పైగా ఖర్చుపెట్టడం నా దృష్టిలో దేశానికి
సామాన్య తాదాగ లేదని అనుకొంటున్నాను

గ్రోమోరుఫుడ్ (Grow more food) అంటూ అనగా అధికాహారోత్పత్తి, ఎక్కువ చేయాలని రు ౬౭,౯౧,౬౦౦ ఖర్చుపెడుతున్నారని గానీ రు ౬౭,౯౧,౬౦౦లు కేవలం అధికాహారోత్పత్తి ఎక్కువ చేయాలనే దృష్టిలోనే ఖర్చు పెడుతున్నారా ?

చెట్లనాటుట ఈ అధికాహారోత్పత్తి క్రిందనే తీసుకుంటున్నారని వీటిని ఉద్యోగస్తులే నాటారు గానీ నీరులేక కొన్ని అక్షల, పేలచెట్లు ఎండిపోయాయి ఫలితం తూన్యం పైగా ఎంతోడబ్బు నష్టమయింది ఈ అధికాహారోత్పత్తి క్రింద ఎంతవండుతుందో ఆలోచించకుండా డబ్బు పెడుతున్నారని ఎక్కువ డబ్బు ఈ శాఖలో పనిచేసే ఉద్యోగులకు మూత్రమే ఖర్చు అవుతోంది.

వెల్ ఇరిగేషన్ (Well irrigation) క్రింద బోవులు త్రవ్వించడం జరుగుట లేదు రైతాంగానికి అసలు ఈ స్కీము ఉందని తెలియదు.

సప్లయ ఆఫ్ ఆయిర్-ఇంజన్లు అండ్ పంపులు ఎవరికి చెందుతున్నాయని చూస్తే వందలు పేల ఎకరాలన్న జమీందార్లకు ఆయిర్-ఇంజన్లు, పంపులు సప్లయ చేయబడుతున్నాయి ఈ విధంగా డబ్బు ఖర్చు నూటికి ఏ ఐదు, ఆరుగురికో తొధిస్తోందిగానీ నూటికి ౬౦, ౭౦మంది వ్యవసాయంచేసే బీద రైతాంగానికి ఉపయోగ పడుట లేదు ఎత్తుకు ఏమీ సప్లయ చేయరు. నాటిని కాసుక్కునే స్థితిలోకూడా లేరు అధిక ఆహారోత్పత్తి క్రింద వాస్తవీకరిస్తూ పంటను ఎక్కువ చేయాలి కానీ ఏ కొద్దీమందికో ఆయిర్-ఇంజన్లు పంపులు ఇస్తున్నారు బీద రైతాంగానికి ఏమీ అందుట లేదు అసలు ఈ శాఖవందని గానీ, పంట అభివృద్ధికి ప్రభుత్వం పాటు పడుతోందని గానీ వారికి తెలియదు ఈ శాఖ పని ఎట్లా జరుగుతోందో ప్రభుత్వంవారు పోచగండా చేస్తున్నట్లు సేను ఎక్కడా వినలేదు.

అధికాహారోత్పత్తి క్రింద తక్కువీవుంది ఇది పట్టాదార్లకు మూత్రమే తొధిస్తూ వుండి పెద్ద పట్టాదార్లకు గూడ ఏ కొద్దీమందికి మూత్రమో తక్కువీ దొరుకుతుంది చిన్న పట్టాదార్లకు అసలే దొరకదు ౭ లక్షల రేషన్ కార్డులు ఫారములు ఇచ్చామని చెబుతారు కానీ ఎందరో కార్డు దొర్లు మిగిలిపోయారు కార్డుదారు రైతులకు తక్కువీ దొరకదు పట్టాదార్లు కొద్దీమందే ఉంటారు. అందుచే ఈ తక్కువీ బీద రైతాంగానికి తోడ్పడుతులేదు ధనిక రైతాంగం కొద్దీ మందికి మూత్రమే దొరుకుతోంది అధిక సంఖ్యకులగు అనగా రెండు మూడు ఎకరాల మాగాణి పడి ఎకరాల పైట్లు చేసేవారికి దొరకుట లేదు పేరుశనగపిండి, ప్యాడిమిక్యురీ గూడా వందలాది ఎకరాలు గలవారికి మూత్రమే దొరుకుతుంది

మైసర్ ఇరిగేషన్ ప్రాజెక్టుల నిషయంకూడా ఆలోచించాలి పెద్ద పెద్ద ప్రాజెక్టులకు స్కీములు తయారుచేస్తున్నాయి గానీ చెరువులు, గుంటలు ఎన్నో వున్నాయి వీటికి డబ్బు ఖర్చు పెడతే ఎక్కువ రైతాంగానికి తొధిం వుంటుంది వ్యవసాయం వృద్ధి చెందుతుంది పెద్ద ప్రాజెక్టులు పెట్టవద్దని కాదు. అది కొన్ని ఏండ్ల కార్యక్రమము ఈ పెద్ద ప్రాజెక్టుల కార్యక్రమము కొనసాగిస్తూ ముందు చిన్న చిన్న ఇరిగేషన్ ప్రాజెక్టులనిషయం ఆలోచింపి, చేసినట్లయితే అధికాహారోత్పత్తికి ఎక్కువ తోడ్పడుతాయి. రెగిస్ట్రేషన్ కంటలు, చెరువుల ఏరికాలువలు, ఇర్రోటింగ్ సడలు పేలు ఫ్లూయిడ్, బాగు చేయించవలసినవి. పైవాటిని శాగుచేయించిన ఎడల లక్షల ఎకరాల భూమి సేద్యం కావలదు నంట ఎక్కువ వండుతుంది అధిక సంఖ్యకు రైతాంగానికి తోడ్పడు కలుగు తుంది,

ఎక్స్‌పెరిమెంటల్ ఫారము క్రింద సామాయకులగుటో జరుగుచున్న వనిని గా వ్యవసాయ శాఖ మంత్రిగారు మాకందరికి చూపించారు ఇది చేయాలి కాని మనకున్న ఈ పరిస్థితులలోనా అనే విషయం ఆలోచించాలి ఆ పరిశోధన ఫలితం పుస్తకాలు చదివేవారికే తెలియాలిగాని దేశం బాగుపడుతోందా అంటే ఏమీలేదు ఇవన్నీ బీదరైతులకు ఏమాత్రము తెలియటమేదు గ్రామాల్లో ఎరువులన్నాయి ాట్టెలు, మేకల పశువులు ఎరువు భూమికి ఎక్కువ బలం గాట్టెలను, మేకలను మేవుటకు అడవులు, కంచెల ఉంచినట్లయితే బీద రైతాంగానికి ఎక్కువ లాభం కొద్ది నాగలిద్దారా పంట అభివృద్ధి అవుతోందా అంటే కావడం లేదు గాని పెద్ద పెద్ద పట్టణాల్లో ఆఫీసర్లను పెట్టి ఎక్స్‌పెరిమెంటు చేయిస్తూంటే ఈ దేశపరిస్థితులలో ఉపయోగం కనపడుటలేదు ఆ ఎక్స్‌పెరిమెంటు స్టేజేస్ ముందు ఉంటాయి అవి చేయకూడదనికాదు

ఇంకొక విషయమేమంటే కోతకువచ్చినపంట నూటికి నాలుగవవరకు అనగా నాలుగు పీటలపంట అడవిజంతువులు పందులపాలవుతోంది ఈ సమస్యని ఆపుచేయడానికి ఏవిధాన ప్రయత్నము చేయకండ ప్రజలదబ్బును అనవసరంగా ఖర్చుపెడుతున్నారు ఈలాంటి విషయాల మీద ఎక్కువగా కేంద్రీకరించి ఆ డబ్బు ప్రజలకు ఉపయోగపడే విధంగా చేయాలి.

చెట్లనాటడం, తక్కువ, ఆయిల్-ఇంజన్లు, పంపులవల్ల ఏదో కొద్దిమందికే లాభం కలుగుతోంది దానివల్ల మూత్రమే పండివండదు ౧౭౫ లక్షల రూపాయలు ౫ సంవత్సరముల పేర మీద తీసుకొంటున్నారు మూత్రగుజారీనుంచి ౬౦ లక్షలతీసుకొని ఇవ్వడు ౧౭౫ లక్షలు అనలు ఖజానాలోనుంచి తీసుకొనివేయడం జరుగుతోంది ఇంతడబ్బు ఖర్చుచేయడం ఎంతవరకువయోగ కరమో అధికారవర్గము ఆలోచించాలని నేను కోరుతున్నాను

అధికారోచ్ఛ్రితి లేకకులుచూస్తే ప్రభుత్వం ౧౯౪౭-౪౮ రిపోర్టులో ౧౩,౦౫,౭౭౭ ఎకరాల మాగాణి నేద్యంలో ౪,౫౯,౧౦౮ టన్నుల బియ్యం పంటకేలివదే

భూపైశాఖ్యం—౧౩,౦౫,౭౭౭ మాగాణి పంట—౪,౫౯,౧౦౮ టన్నులు.

౧౯౫౧—౫౨ లో పైశాఖ్యం ఎక్కువ—పంటతక్కువ పైశాఖ్యం—౧౪,౭౫,౩౨౪, పంట ౪,౩౪,౮౩౦ టన్నులు అనగా ౨౪, ౨౭౯ టన్నుల బియ్యం తక్కువ. ఈ పరిశోధనల ఫలితంగా అధికారోచ్ఛ్రితిక్రింద పంట ఎక్కువ కావాలి గాని ఫలితం శూన్యంగానే ఉంది.

౧౯౪౮ లో జొన్నపంట—భూపైశాఖ్యం—౬౯,౪౪,౭౬౮, జొన్నపంట ౮,౬౫,౦౧౪ టన్నులు.

౧౯౫౧—౫౨లో ౭౩,౬౨,౩౩౫ ఎకరాల భూపైశాఖ్యం. ఖాస్తు నేద్యంపంట ౮,౦౭,౮౧౧ టన్నులు జొన్నలు భూపైశాఖ్యం పెరిగింది ౧౧,౧౭,౫౬౭ భూపైశాఖ్యం ఖాస్తు ఎక్కువ చేశారు ౫౭,౭౦౩ టన్నుల పంట తక్కువ

ఈ వ్యవసాయశాఖమీద ఇంత డబ్బు ఖర్చు పెడుతూంటే పంటఫలితం ఇది రైతాంగానికి ఎలా సహకారం చేయాలో, ఎలా వండించాలో ఎరువులను గురించిన ప్రచారం ఈ(Propaganda) విషయం బడ్జెటులో ఏమాత్రం లేదు గౌరవనీయులు వ్యవసాయ మంత్రిగారిని ప్రధానంగా కోరి దేమంటే ఈ శాఖలో డబ్బు ఎక్కువ ఖర్చుచేతోంది ఆఫీసర్లు ఎక్కువమంది ఉన్నారు. వీరికి నక్కువ పేజీనాలపేర్లుమీద లక్షల ధూసాఖ్యులు ఖర్చు అవుతోంది చుట్టూ భూపైశాఖ్యం

విశ్వానందం కానిపాటిగోపాల్‌తో (Experiments) చేస్తున్నారని ప్రజలకు వాట్టె
ప్రయోజనం కనబడలేదు కాబట్టి ప్రభుత్వమవారు ఈ విషయాన్ని ఆలోచించి సరియైన
చర్య తీసుకోవాలని కోరుతున్నాను ఈ విషయాన్ని మీముందు పెట్టాలని ఈ కోఠిలో ప్రత్యేక
ప్రశ్నోచ్ఛరానికి పీఠీ విషయమై వ్యవసాయశాఖ మంత్రిగారు వెంటనే శ్రద్ధ తీసుకోవాలని కోరుకు
నాడటాన్ని మంగిస్తున్నాను

شری وی۔ ڈی۔ دیسپانڈے - میرا کٹ موس (Cut-motion) ٹیکسٹائل (Textile) کے سلسلہ میں ہے۔ قدیم زمانہ میں ویورس (Weavers) کے حالات تھے انکی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ایک زمانہ تھا کہ ویورس کو یارن (Yarn) ملنے کے سلسلہ میں پوری ریاست بھر میں ایک سوال پیدا ہوا تھا۔ ہر جگہ احمیں بنا کر یارن (Yarn) لینے کے سلسلہ میں کوشش کی گئی۔ آج کے حالات میں یہاں کے مقابلہ میں بہتر ہیں۔ لیکن جسے تسمیہ دینا چاہئیں ویورس ہیں۔ ایک زمانہ میں جب نائیڈو ویورس اسوسی ایشن (Nanded Weavers' Association) کے ساتھ میرا تعلق تھا اوس وقت جو واقعات میرے سامنے آئے اسکی بنا پر اور حال ہی میں جو واقعات پیش آئے ہیں انکی بنا پر بھی میں محسوس کرتا ہوں کہ ویورس کو کافی یارن ٹھیک طریقہ پر مہیا کرنے کے انتظام پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں سنٹرل کوآپریٹو ہیڈلوم ویورس اسوسی ایشن

(Central Co-operative Hand-loom Weavers Association) کس طرح کام کر رہی ہے اور کس طرح کامیاب ہو رہی ہے میں اس پر کچھ روشنی ڈالنا ہیں چاہتا۔ کوآپریشن (Co-operation) کا مسئلہ جب آنگا اسوق اسکی ری آرگنائزیشن (Re-organisation) کے ساتھ ہو گئی طے ہوگا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اصلاح میں کوآپریٹو سوسائٹیئر (Co-operative Societies) کی ضرورت ہے۔ لیکن ہمیں اس کے ساتھ ساتھ یہ دیکھنا پڑے گا کہ، یہ کوآپریٹو سوسائٹیئر کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ یہ دیکھکر ویورس کے مسئلہ کا انتظام ہونا چاہئے۔ اسکے ساتھ ساتھ دوسری چیز یہ ہے کہ ویورس (Weavers) کو صرف یارن دے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ آج ہزاروں ویورس بیروزگار ہیں۔ اور حیدرآباد میں ان کے لومس (Looms) کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے اور ان پر پردہ لا کہ لوگوں کی زندگی محصور ہے۔ ان کے آن امپلائمنٹ (Unemployment) کا سوال کس طرح حل کیا جائے اور اسکی وجہ سے ملک میں انڈسٹریلائزیشن (Industrialisation) کہاں تک بڑھ سکتا ہے، یہ دیکھنا پڑے گا۔ لیکن اس درمیانی عرصہ میں کونسا راستہ نکالا جانا چاہئے، یہ بھی سوچنا ہوگا۔ جب میں وہاں کام کر رہا تھا تو میں نے ایک مشن (Suggestion) رکھا تھا کہ ٹیکسٹائل ملز (Textile Mills) کو اماند کیا جانا چاہئے کہ وہ کریس کلاتھ (Coarse Cloth) پروڈیوس (Produce) نہ کریں۔ تاکہ ویورس کے لئے خاص کر ہیڈلوم ویورس (Hand-loom Weavers) کے لئے ایک لوکل مارکٹ (Local Market) مل سکے۔ اس طرح ٹیکسٹائل ملز پر رستراکشن (Restriction) عائد کرنے سے ویورس کو فائدہ ہو سکتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ملز (Mills) اپنا کلاتھ (Cloth) پروڈیوس (Produce) کر سکیں۔

ملک کے لئے کافی ہوجاتا ہو۔ لیکن ویورس کے ان امپلائمنٹ (Unemployment) کا سوال کس طرح حل کیا جاسکتا ہے؟ ہم کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ کتنا کلاتہ ملر پوڈیوس کرسکیں گئے اور کتنا کلاہ ہیڈلوم ویورس۔ یہ ہمیں حل کرنیکی کوسش کرنی پڑیگی۔ اس سلسلہ میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حب ڈی کٹرول (Decontrol) کا سوال آئنگا اوسوق کلاہ کی کیا یوریس (Position) ہوگی اسکے بارے میں آرریل مسٹر اپنی حوالی تقریر میں اظہار فرمائیں نو مہتر ہوگا۔

دوسرا مسئلہ فوڈ سبسڈی (Food Subsidy) کا ہے۔ اس سلسلہ میں کٹ موشن (Cut motions) پیش کئے گئے ہیں۔ فوڈ سبسڈی کے سلسلہ میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حیدر آباد ریاست کو سنٹر (Centre) سے جو فوڈ سبسڈی مل کر دی گئی اور فیڈلٹیٹی انٹگریٹس (Financial Integration) نہیں ہوا۔ جیسا کہ ہاؤس کے سامنے کہا گیا ہے۔ اس سے ہمارا بہت کچھ نقصان ہوا۔ ہمارے ریلوے جیسے اہم مبادات تھے وہ لئے لئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں حق نمائند ہونگے کہ فوڈ سبسڈی (Food Subsidy) حیدر آباد کے لئے جاری رکھی جائے۔ اب اگر فوڈ مسٹر (Food Minister) کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتے ہیں نوآنکہ یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ فوڈ سبسڈی ہمیں مل سکے۔ لیکن اسکے باوجود میں یہ عرض کرونگا کہ قیمتوں میں اضافہ نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ ملک میں جو عریب سکش (Section) ہے اوسپر ملر پڑیگا۔ لیکن قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے زندگی کا حوالہ کس میں (Index Number) ہے وہ بھی بڑھگا۔ اوسکا لحاظ کرتے ہوئے پھر ان مردوروں کا سوال آئنگا جو الگ الگ ملر (Mills) میں کام کرتے ہیں۔ وہاں ان لوگوں کو مہنگاں بھتہ نہیں ہے۔ اگر قیمتوں میں اضافہ کیا جائے تو مہنگاں بھتہ کا بھی سوال آئنگا۔ اسکے علاوہ جو مڈل کلاس (Middle Class) کے لوگ ہیں ان کے بارے میں بھی یہ سوال سامنے آئنگا اور حد و حد ہوگی۔ اکثر لوگ جو شہروں میں کام کرتے ہیں ان میں کچھ آفسس (Offices) میں کام کرتے ہیں کچھ کارخانوں میں اور کچھ جھوٹے موٹے کام کرنے والے لوگ ہیں اگر قیمتوں میں اضافہ ہوگا اسکا اثر ان پر بھی ہوگا۔ اگر ہمیں سبسڈی (Subsidy) نہیں ملتی ہے تو ان چیزوں کو بیس نظر رکھتے ہوئے ہمیں دوسرے ذرائع مہیا کرے پڑینگے نا کہ جو نقصان ہو رہا ہے اسکی تلافی ہو سکے۔ لیکن کسی بھی صوبہ میں قیمتوں میں اضافہ مناسب نہ ہوگا۔ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟ کوسے سکش (Section) آپ کو فائدہ دینا چاہتے ہیں اور کوسے سکش پر آپ اس لیوی کا برڈن (Burden) ڈالنا چاہتے ہیں؟ جس وقت مٹی میں لیوی اسکیم (Levy Scheme) جاری ہوئی تھی اوس زمانہ میں ہماری کانفرنسس (Conferences) ہوئیں اور برابر ہم نے یہ کوشش کی کہ کسانوں کو اس سے اگر میٹ (Exempt) کیا جائے۔ کیونکہ جو بڑے بڑے زمیندار ہیں وہ خود کاشت نہیں کرتے۔ ان کے حصے میں حتیٰ میں آتی ہے اس پر جھوٹے بڑے کاشتکار کاشت کرتے ہیں۔ اور لیوی کا برڈن (Burden)

ن پر بڑنا ہے جو متوسط کسان ہیں، جو عریب کسان ہیں جن کے پاس ۱۰ - ۲ انکر زمین ہو۔ اے اوں سے لیوی اگر وصول کیجائے تو ان کے پاس اسانا اناج نہیں رہتا کہ اوس سے وہ اپنی ضروریوں نو ی کر سکیں۔ مٹی اسکیم شائع کی گئی ہے۔ اوسکا ہیڈ بل (Hand-bill) دی مبرے پاس ہے۔ اوس میں جو چیزیں بیان کی گئی ہیں وہ بلی اسکیم میں نہیں تھیں۔ اور پہلے کے مقابلہ میں اب جو اسکیم سامنے آ رہی ہے وہی ٹھیک سمجری جا رہی ہے۔ نو میں یہ سوچتا ہوں کہ ہر ربانہ میں جو اسکیم (Scheme) حکومت ایس کرتے کیا وہ اوسی ربانہ تک ٹھیک رہتی ہے اور اوسکے بعد اوسکو کڈ بڈ (Condemned) سمجھا جاتا ہے؟ مٹی میں عریب کسانوں کو اگر مٹس (Exemption) ملا اس چیز کو مٹی اسکیم میں بھی پیش نظر رکھا جائے۔ میں حکومت سے اپیل (Appeal) کرونگا کہ سرٹواڑہ میں ۱۰ روپے سے ۳۰ روپے تک جو لوگ مالگزاری ادا کرتے ہیں انکو اگر مٹس (Exemption) ملا جائے اور اوں سے کوئی لیوی وصول نہ کی جائے۔ اسی طرح جو ۷۰ سے ۸۰ روپیہ مالگزاری ادا کرتے ہیں اوں پر کم لیوی عاید کی جائے اور جو ۱۰۰ روپیہ سے زیادہ مالگزاری ادا کرتے ہیں اوں پر رائڈ لیوی لگائی جاسکتی ہے۔ اس طرح موجودہ جو اسکیم اے میں ترمیم کی جاسکتی ہے۔ اور مٹی اسکیم کے جو ایسپیکٹس (Aspects) ہیں وہ نوئے ہو سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے لیوی کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے اور ہمیں بنیادی طور پر اسکو سوچنا چاہئے۔ دیہاتوں میں جو غلہ لیوی کے تحت وصول کیا جاتا ہے اسے آپ ایک ہاتھ سے لیتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے دیتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ کسانوں کے پاس کچھ زیادہ غلہ رہا جائے تاکہ وہ اپنی دیگر ضروریات زندگی کو پورا کر سکیں۔ اور وہ اس غلہ سے دوسری چیزیں حاصل کر سکیں۔ بنیادی طور پر لیوی سسٹم (Levy System) کو حلد ار حلد ختم کر دیا جائے۔ التہ جو بڑے بڑے لیڈ لارڈ ہیں اوں کے پاس کا سرپلس (Surplus) غلہ پورا حاصل کیا جانا چاہئے۔ یہ ایک بڑا مسئلہ ہے۔ جب تک عوام اور ولیجرس (Villagers) کا کوآپریشن (Co-operation) نہیں ہوتا یہ اسکیم کامیاب نہیں ہو سکتی۔ غلہ کا مسئلہ اس وقت تک حل نہیں ہو سکتا جب تک کہ بنیادی طور پر دیہاتوں میں مختلف کمیٹیوں کے ذریعہ اس کا تصدیق نہ کیا جائے کہ دیہات کے اعراض کے لئے اسانا غلہ ہونا چاہئے۔ افراد کیلئے اتنا غلہ ہونا چاہئے اور اتنا سرپلس (Surplus) غلہ حکومت کو دیا جانا چاہئے۔ میں ایک ربانہ سے کسانوں میں کام کرتا ہوا آیا ہوں اور میں نے محسوس کیا ہے کہ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ رشوب کھانے کا ایک یا محکمہ قائم ہوا ہے۔ اس لئے ان چیزوں کو دور کرنے کے لئے اس میں ترمیم کی جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ اب ٹائم ہو گیا ہے لہذا ۱۱ بجے تک کیلئے اجلاس پر حوامت ہوتا ہے۔

The House then adjourned for recess till Half Past Eleven of the Clock.

The House re-assembled, after recess, at Half Past
Eleven of the Clock

[Mr Speaker in the Chair]

Mr Speaker Shri V D. Deshpande will continue

Shri V D Deshpande Speaker, Sir, The hon Minister for Supply and Agriculture is not present in the House and I would like him to be here, when I continue my speech

Mr Speaker . He will come shortly Somebody will take notes for him.

شری 'وی۔ ڈی۔' دیشپانڈے - لیوی کے سلسلہ میں میں عرض کر رہا تھا - راشننگ سسٹم (Rationing System) اور فوڈ پرائیسیس (Food Prices) کے سلسلہ میں میں مختصراً کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں - میں نے اپنے خیالات ظاہر کرنے ہوئے کہا تھا کہ علہ کی حد تک جب تک ہم سلف سفیسیٹ (Self-Sufficient) نہ ہونگے اس وقت تک راشننگ سسٹم قائم رکھا پڑیگا - بلاک مارکنگ (Black-marketing) کے مقابلہ کے لئے ارن ايريا (Urban Area) میں نو راشننگ ناک رکھا پڑیگا - لیکن دیہاتوں میں اگر لیوی اس طرح وصول کی جائے کہ کسانوں کے پاس مارکٹ (Market) میں بیچنے کے لئے بھی علہ ناک رہے تو اس طرح نہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے - لیڈ لارڈ (Land Lord) کے پاس سے یہی سربلس (Surplus) علہ کی مقدار لینا مناسب ہوگا - جب مدراس کی مثال ہمارے سامنے ہے تو حیدرآباد میں بھی اسیر ایکسپیریمٹ (Experiment) ہو سکتا ہے - میرن (Season) پر ایسی پابندیاں برحاسب کرنے کے بعد ہم تجربہ کے طور پر یہ دیکھ سکتے ہیں کہ قیمتیں بڑھتی ہیں یا نہیں اور عوام کی ضروریات کس حد تک پوری ہوتی ہیں - لیکن میں راشننگ ختم کرنے کی ہر روز مخالف کرونگا -

سپلائی اینڈ راشننگ ڈپارٹمنٹس (Supply and Rationing Departments) کے بارے میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ یہاں کا ایڈمنسٹریس (Administration) ٹاپ ہیوی (Top heavy) ہے اس کے لئے ایک سیکرٹری (Secretary) ہے، ایک ڈپٹی سیکرٹری (Deputy Secretary) ہے اور باہر کے کئی عہدہ دار ہیں جن کی تعداد ضرورت سے زیادہ ہے - اس میں ۱۰ فیصد تخفیف ممکن ہے - ہائیر کیڈر (Higher Cadre) کے افسرس میں یہ کمی صوبی ہے - لیکن ہمارے پاس یہ سوال آیا ہے کہ راشننگ ڈپارٹمنٹ (Rationing Department) کے امپلائیز (Employees) میں ہیں نار تخفیف کی گئی ہے - حکومت نے ان سے یہ کہا تھا کہ انہیں دوسرے ڈپارٹمنٹس میں موقع دیا جائیگا - لیکن میرے پاس میمورینڈم (Memorandum) وصول ہوا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جولوگ رٹرنج -

(Retrench) کٹے گئے ہیں امیں اب تک دوسرے ڈپارٹمنٹس میں موقع نہیں دیا گیا۔ میں یہ کہوں گا کہ جب کسی شخص کو گورنمنٹ کے کسی ڈپارٹمنٹ میں موقع دیا جاتا ہے تو اسے وہاں سے ہٹانے کی صورت میں دوسرے ڈپارٹمنٹ میں اسے موقع دیا جاتا ہو جاتا ہے۔ لہذا میں ایل کرونگا کہ راسنک ڈپارٹمنٹ میں سے تنہا سے جو لوگ علحدہ رہے ہیں انہیں دوسرے ڈپارٹمنٹس میں موقع دیا جانا چاہئے۔

لوکل سلف گزرنمنٹ ممبر (شری انا راؤ) - ایمپلائمنٹ ایکسیج (Employment Exchange) کو چھوڑ کر ایسی درخواستیں آرمل ممبر کے پاس کیوں وصول ہوتی ہیں؟

شری وی۔ ڈی۔ دیسپانڈے - اس وجہ سے کہ وہاں ان کو کوئی انتظام نہیں ہوا۔ یہ بات جو حکومت کو سوجنی پڑے گی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اگر کوئی مریض ایک ڈاکٹر کو چھوڑ کر دوسرے ڈاکٹر کے پاس آتا ہے تو ظاہر ہے اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ چونکہ وہ پہلے ڈاکٹر میں اویسسی (Efficiency) کی کمی پاتا ہے اسلئے اسے دوسرے ڈاکٹر کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔

ڈاکٹر ایم۔ چارلڈی - اگر دوسرا ڈاکٹر بھی علاج نہ کر سکے تو؟

شری وی۔ ڈی۔ دیسپانڈے - نو دیکھا جائیگا۔ کسی تیسرے ڈاکٹر کی تلاش کی جوت آئے گی۔

میں اگریکلچر ڈپارٹمنٹ (Agriculture Department) کے بارے میں کچھ عرض کروں گا۔ ملک کا تقریباً ۸۰ فیصد طبقہ کسان ہے۔ اس لحاظ سے اس کی رویتہ راعب پر حرج دونا چاہئے۔ لیکن یہ حالت نہیں ہے۔ اگریکلچرل ڈپارٹمنٹ میں جو آفیسر (Officers) کام کرتے ہیں وہ ہائر مڈل کلاس (Higher Middle Class) سے آتے ہیں۔ یہ لوگ صرف زیادہ تحواہ کلمے کی فکر میں رہتے ہیں۔ یہ ہیں دیکھئے کہ ملک کی راعب کو بہتر بنانے کے لئے ان کے کیا فرائض ہیں اور انکی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا کہ ہمارے بوجواں بھائی کالج آف اگریکلچر (College Agriculture) سے ڈگری (Degree) حاصل کرتے ہیں۔ اس فکر میں رہتے ہیں کہ اگریکلچرل ڈپارٹمنٹ میں انہیں کوئی اچھی سی نوکری مل جائے۔ اس ذہیت میں بےسک چیج (Basic Change) کی ضرورت ہے۔ حکومت جس طرح دوسری باتوں کا پروپاگنڈہ (Propaganda) کرتی ہے اسے ایسے کسی پروپیگنڈہ کا بھی انتظام کرنا چاہئے تاکہ اگریکلچر کی ڈگری حاصل کرنے والے بوجواں نوکری کی بجائے ان چرکی کوسس کریں کہ وہ اپنے ملک کے کسان کی کیاسٹی (Capacity) کو کس طرح بڑھا سکتے ہیں۔ یہ منٹل چیج (Mental Change) پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس ڈپارٹمنٹ کے عہدہ داروں کو مہینے میں ۲ دن گھومنا اور دورے کرنا چاہئے۔ اس ڈپارٹمنٹ کے متعلق مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ یہاں کرپشن (Corruption) کا دور دورہ ہے۔ حکومت کسانوں میں تقسیم کرنے کے لئے بیج مہیا کرتی ہے لیکن اس کا بلاک مارکٹنگ (Black-marketing) کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حال

ہی میں جو گہروں کے بیج دئے گئے تھے ان کا یہی حال ہوا۔ ہر حال میں یہ کہوگا کہ اس کریش کو دور کرنے کی سبب ضرور ہے۔ آب رحم کی صرف اوپر سے ہی مرہم بنی کرتے ہیں لیکن اندر سے کسان کے دل کی اصلاح کی طرف خیال نہیں کرتے۔ پھر آب چاہتے ہیں کہ آب کی ” زیادہ علہ آگاؤ، “ کی مہم کا سبب ہو۔ اس کے لئے حب تک کہ لینڈ ریفرمس (Land Reforms) نہ ہوں یہ کاساب ہونا مشکل ہے۔ کسان کو یہ معنوم کروانا چاہئے نہ کن طریقوں سے، کس مال مصالحو سے، اور کن بیجزوں سے وہ زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کر سکتا ہے۔ ویسٹرن میتھڈس (Western Methods) حویہاں رائج کئے جاسکتے ہیں ان سے کسانوں کو واقف کرایا جانا چاہئے۔ یہ پورا بیاک گراؤنڈ (Back-Ground) تیار کروانا حکومت کا کام ہے۔ کئی دیہاتوں میں بڈنگ (Bunding) کا کام ہونا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بڈنگ نہ ہونے کی وجہ سے کافی زمیں نہ جاتی ہے۔ اسکوروکنے کے لئے حکومت کی امداد اور توجہ ضروری ہے۔

محٹ میں میں نے ایک ایٹم ” ٹوکل دی وائلڈ اسماس “ (To kill the wild animals) کا بھی دیکھا۔ یہ حقیقت ہے کہ جانوروں کی وجہ سے کئی کھیت تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور سائنڈ آنریبل ممبر فرام سلطان آباد (Hon'ble Member from Sultanabad) اسکی وصاحب کرینگے۔ ظاہر ہے اس زمانہ میں دقوق نو ہمیں دئے جاتے اسلئے کہ سائنڈ وہ کسی دوسرے کام میں استعمال ہوں اور حکومت کو بھروسہ بھی نہیں۔ لیکن کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔ اسلئے کہ وائلڈ اسماس (Wild Animals) کھیتوں کو حراب کر رہے ہیں۔ یہ سادی چہریں میں آب کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ توقع ہے کہ اس پر اگر ایکلچر ڈنارٹسٹ عور کریگا۔ لیکن اس کیلئے نو کورسز کرن پڑیگی۔ کیونکہ وائلڈ ایمیل دیہاتوں میں کھیتوں کو حراب کرتے ہیں اور یہ کاکریٹ (Concrete) سوال ہے۔۔۔

شری انا راؤ۔ کیا آب بندر کو وائلڈ ایمیل سمجھتے ہیں ؟

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ آپ اسکو کھیت حراب کرنے والا ایمیل (Animals) کہہ لیجئے۔

اسکے بعد میں گرو مور فوڈ (Grow More Food) کے سلسلہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایریا (Area) بڑھایا گیا ہے لیکن پیداوار نہیں بڑھی اور نہ ٹوڈس سلف سفسیسی (Towards Self-Sufficiency) کا حواب پورا ہوا۔ ۵۰۔ ۱۹۴۹ء میں حو پیداوار بڑھی ہے وہ صرف چند چیزوں کی حد تک بڑھی ہے لیکن اسکے مقابلہ میں ۴۸۔ ۱۹۴۷ء میں ۱۳ لاکھ ایریا میں پیداوار ۴ لاکھ ٹن ہے۔ آج ایریا ۱۴ لاکھ ۵۰ ہزار ہے لیکن پیداوار ۴ لاکھ ۳۴ ہزار ٹن ہے۔ اسلئے وہ مقابلتاً کم ہے۔ اور حواری کے لئے بھی حو ایریا ہے وہ بھی کم ہے۔ گرو مور فوڈ (Grow More Food) کے سلسلہ میں دوسری چیز یہ کہی ہے کہ جب گرو مور فوڈ کے صبی میں اتنی رقم خرچ کی جاتی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کا

نتیجہ ہیں نکلا ؟ میں سمجھتا ہوں کہ گرو مور فوڈ کمپین (Grow More Food - Campaign) کے سلسلہ میں اسٹاف (Staff) پر بہت زیادہ روئے خرچ کیا جاتا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر اسٹاف پر اس روئے صرف کیا جائے تو دیہات میں کیا خرچ کیا جائے گا ؟ اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ ۵ - ۶ پرسنٹ (Per cent) سے زیادہ روپیہ اسٹاف پر خرچ نہ کیا جانا چاہئے ۔ کیونکہ اسی زیادہ رقم خرچ کرنا ٹھیک معلوم نہیں ہوتا ۔ گرو مور فوڈ کی حواسکیم ہے وہ میرے خیال میں بہت زیادہ ہے ۔ یہ ہو سکتا ہے کہ مجھے اعداد میں ملے ہوں ۔ اس سلسلہ میں جو راسب امداد کسان کو ملنا چاہئے ہیں ملتی اس لئے اسکو ریوائٹ (Revise) کر دینی ضرورت ہے ۔

تقاوی کے تحت جو رقوبات دیجاتی ہیں اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ رقوبات دیئے کی بجائے حکومت خود اس کام کو اسے ہاتھ میں لے اور کمپنیاں تیار کروا کر دے ۔ کیونکہ ہونا یہ ہے کہ اکبر وہ روپیہ جو کمپنیاں کھدوائے کے لئے دے جاتے ہیں بچی کی شادی بیاہ میں یا پھر ساھوکار کی بدر ہو جاتے ہیں ۔ اسلئے گورنمنٹ راست رقم دینے کی بجائے کمپنیاں تیار کروا کر دے ۔ راست رقم نہ دیجائے ۔

ایسے بہت سے محکمے ہیں جو عوام سے غیر کوآپریٹس (Co-operation) لئے ہوئے ہیں چل سکتے لیکن وہ عوام کا لحاظ نہیں کرتے ۔ پی ۔ ڈی ۔ ایف (P D F) کی طرف سے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کسانوں کے مفاد کا جہاں تک تعلق ہے ہم پوری طرح کوآپریٹس سے کام کریں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر فار اگریکلچر (Minister for Agriculture) اس چیز کا لحاظ کریں گے ۔ اللہ زمینداروں سے ہم نا کوآپریٹ (Non-Co-operate) کریں گے ۔ عدائی پالیسی پر تنقید کرتے ہوئے حکومت کی اس پالیسی پر جو راعب کے تعلق سے رہی ہے اگر ٹچ (Touch) نہ کروں تو غلطی ہوگی ۔ بار بار یہ کہا جاتا رہا ہے اور صحیح بھی ہے کہ عدا کا تعلق رہیں سے ہے ۔ جتنک رہیں کے مسائل ریاست حیدرآباد میں حل نہیں ہوئے اس وقت تک عدائی حالات میں بہتری نہیں پیدا ہو سکتی ۔ اڈمنسٹریشن رپورٹ (Administration Report) میں سلف سفیسیئنسی رپورٹ (Self-Sufficiency in Food) کے حیا پٹر کا مطالعہ کیا ۔ اگریکلچر (Agriculture) کے تعلق سے او ۔ گرو مور فوڈ کمپین (Grow More Food Campaign) کے تحت جو اسکیمیں حکومت نے مرتب کی ہیں ان کا بھی مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ گرو مور فوڈ کے سلسلہ میں ایک ٹارگٹ (Target) مقرر کیا گیا ہے جو (۷۰) ہزار ٹن ہے ۔ ہمارے پاس (۷۰) ہزار ٹن گریں (Grain) کی کمی ہے ۔ اسی کو ٹارگٹ مقرر کیا گیا تھا لیکن کیا یہ ٹارگٹ پورا ہوا ؟ اتنک نہیں ہوا ۔ حکومت ہند نے سہ ۱۹۴۹ء سے ۳ سال کے لئے ایک ٹارگٹ مقرر کیا تھا اور کہا تھا کہ اس دوران میں کمی ناق نہ رہیگی ۔ کیا یہ پورا ہوا ؟ کیا وہ سلف سفیسیئنٹ (Self-Sufficient) ہو گئی ؟ میٹیریل گین (Material Gain) کچھ بھی نہیں ہوا ۔ محکمہ زراعت تو چوں چوں کا سہہ ہے جس میں اعداد و شمار کے سوا کچھ بھی کارکردگی

ہیں ہے۔ میں نے ریکلیمیشن (Reclamation) کے بعد یہ دیکھا کہ ۳ ٹریکٹرس (Tractors) کے ذریعہ حکومت کے پاس ہیں حویلہ اسوار کا گیا اس کا ۱۰ فیصد حصہ بھی عرب ٹینٹس (Tenants) کا ہیں تھا ایک انٹرپرائز مسٹر نے کہا کہ مرے ہوئے لوگوں کی تعداد کے مقابلہ میں ۱۱۰ ہوئے والوں کی تعداد چار گئی ہے۔ یہ حواب ہاں ملتا ہے۔ کیا اب تعین کر کے دیا کرے ہیں کہ مرے ہو لوگوں کی حقیقی تعداد کیا بھی اور پیدا ہوئے والوں کی حقیقی تعداد کیا ہے؟ کیوں تعین نہیں کیا جاتا؟ ایسے اعداد و شمار تروئے جاتے ہیں حکی صرور ہیں ہوتی مگر ایسے اعداد و شمار نہیں بتائے جاتے حکی واقعی ضرورت ہے۔ پانچ سالہ پلان (Plan) کے تحت بڑی بڑی اسکیمیں پیش کی گئی ہیں۔ میں ماننا ہوں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو ہمارا فوڈ پرابلم (Food Problem) حل ہو سکتا ہے اور اگر اگریکلچرل ڈیولپمنٹ (Agricultural Development) صحیح معنوں میں ہو تو ہم خود مکمل ہو سکتے ہیں لیکن حواصول کار فرما کر کہا گیا ہے وہی سیادی طو پر غلط ہے۔ اس میں انٹینسی فائڈ اپروچ (Intensified Approach) ہی ہیں ہے۔ یہ سیادی غلطی ہے اس پر غور کرنا چاہئے کہ عدائی مسئلہ کس قدر اہمیت کا حامل ہے اس لحاظ سے اسکو وار بیس (War Basis) پر حل کرنا چاہئے۔ اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اسکو اس طرح حل کرنے کے لئے دوسرے پلان کو ملتوی رکھا جائے گا ہر ایک کی زبان پر یہی ہے کہ ہم عدائی مسئلہ کو حل کریں گے اور اسکو کامیاب سائیکس۔ ہم نے ایک سچیش (Suggestion) پیش کیا تھا حکومت ہدے بھی اسکو مان لیا۔ وہ تھا بھومی میا مانے کا مسئلہ۔ ایک فوج مانے کا ارادہ۔ لیکن اسکی جانب کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ انٹینسی فائڈ اپروچ (Intensified Approach) کا خیال ہی ہیں ہے۔ سیادی پالیسی ہی غلط ہے۔ آج تک اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور جب تک سیادی پالیسی میں تبدیلی ہو حیدرآباد یا حکومت ہدے کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

شری انت ریڈی - میرا کٹ موشن (Cut-motion) فوڈ سبسڈی (Food Subsidy) کے مسئلہ ہیں ہے۔ مسئلہ گورنمنٹ فوڈ سبسڈی کو بند کر دینے کے بعد سے ریاست حیدرآباد نے جو آلٹرنیٹو اریجمنٹس (Alternative Arrangements) کئے ہیں انکے نقائص کے بارے میں مجھے بحث کرنا ہے۔ برسوں بحث کے دوران میں میں نے یہ کہا تھا کہ فوڈ سبسڈی بند کرنے کے سلسلہ میں سنٹرل گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا فیڈنیشنل انٹیگریشن (Financial Integration) کے بعد جہاں کی آمدنی کے دو ٹکڑے حکمے سنٹر (Centre) کے قصبہ میں چلے گئے۔ ان میں سے ایک ریلوے ہے اور دوسرا انکم ٹیکس (Income-Tax)۔

مسٹر اسپیکر - ٹائم ہٹ تھوڑا ہے اسلئے اور لیونٹ (Irrelevant) بحث نہ کیجئے۔

شری انت ریڈی - جب دوسری حکومتیں فوڈ سبسڈی حاصل کر سکتی ہیں اور دوسری حکومتوں کی طرف سے پررور مانگ کی جاتی ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ریاست

حیدرآباد فوڈ سسٹمی حاصل نہ کرے۔ فوڈ سسٹمی کو کوراپ (Cover-up) کرنے کے لئے قیمتوں کو بڑھایا گیا ہے وہ اس طرح کہ موئے چاول پر ۳ پائی کا اضافہ ہوا ہے اور ماریک چاول پر ایک آنہ پانچ پائی۔ اور گیہوں پر دو آنے چار پائی۔ یہ اضافہ مظاہر زیادہ نہیں معلوم ہوا۔ جس طرح کہ آئریل وریر رسد لے اپنے بیابان میں یہ کہا کہ ایک حاندان پر زیادہ سے زیادہ ۳ یا ۳ روپیہ کا خرچ آتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ انکی نظر میں زیادہ نہ ہو۔ لیکن جس آدمی کی آمدنی ماہانہ ۲۰ - ۳۰ روپیہ ہے اور جو روزانہ صرف ۱۲ آنے کاتا ہے اس کے لئے بڑی چیر ہے اور یہ بات ہم کو نہ بھولنا چاہئے کہ اس طرح کم آمدنی والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ اس تین یا ساڑھے تین روپیہ کے اضافہ سے لاکھوں حاندانوں کی فیملی پلاننگ (Family Planning) اپ سٹ (Upset) ہو جاتی ہے۔

شری لکشمن کوٹنڈا - فیملی پلاننگ کیا معنی رکھتی ہے ؟

شری انت ریڈی - میرا مطلب فیملی بڈجٹ (Family Budget) سے ہے۔ وہ اپ سٹ (Upset) ہو جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آئریل ممبر یہ سمجھیں کہ اس اضافہ کیوجہ سے زیادہ تر وہ علاقے متاثر ہوتے ہیں جو کیریورس ایریا (Consumers' Area) ہیں۔ یہ صحیح ہے۔ جہاں لیبر (Labour) زیادہ ہے اور جہاں اگریکلچرل پروڈکشن (Agricultural Production) میں ہوتا وہیں کے لوگ اس سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج شہری اس ڈسکسٹ (Discontent) کو محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ ریاست حیدرآباد میں جو ڈسکسٹ (Discontent) پھیلی ہوئی ہے اسکو میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ ہاؤس کو یہ معلوم ہے کہ یہ پیچیدہ دنیا توں میں بھی بھیلی ہوئی ہے اور اگر یہی حالت رہی تو ریاست کے کوئے کوئے میں پھیل جائیگی۔ اس ڈسکسٹ کو لوگ ستیہ گرہ کے دریعہ حکومت پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ میں ہاؤس کے سامنے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ عوام سوشلسٹ پارٹی (Socialist Party) کی قیادت میں آج ستیہ گرہ کر رہے ہیں وہ اسی اصول پر مبنی ہے جسکو کہ مہاتما گاندھی نے شروع کیا تھا۔ لیکن اسوس ہے کہ ستیہ گریوں پر ڈاکے اور قتل شکنی کے الزامات لگائے جارہے ہیں۔ اگر یہ حتھا ڈاکہ ڈالا چاہتا یا سوشلسٹ پارٹی قتل تڑوانا چاہتی تو وہ عوام سے یہ کام کروائے۔ میں ستیہ گرہ کے اصول آئریل ممبرس کو بتانا چاہتا کیونکہ یہ وہی ہتیا رہے جسکو آئریل ممبروں نے کئی سال تک استعمال کیا ہے اور اب اسکو بھلانا چاہتے ہیں۔ یہ آپکو معلوم ہونا چاہئے کہ اس اصول کے استعمال میں ہم کہاں تک حق بجانب ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ پیارل گورنمنٹ (Parallel Government) کام نہیں کر رہی ہے بلکہ اس کے پیچھے سیول سروس (Civil Service) کے دماغ کام کر رہے ہیں لیکن میں یہ کہہ دیتا چاہتا ہوں کہ یہ غلط اپروچ (Approach) ہے جو حکومت کو غلط فہمی میں ڈال رہا ہے۔ اس کا حوالہ میں اس طرح 'دونگا' ستیہ گرہ سے عین قبل ایک پریس کانفرنس (Press Conference) میں کہا گیا کہ گیہوں

لیسے کی ناسدی ہیں ہے اور حکومت ڈی کنٹرول کرے کے متعلق سوچ رہی ہے۔ ان بیابان سے آرٹریل ورپر رسد کا مقصد صرف یہ تھا کہ عوام میں غلط فہمی پیدا کی جائے۔ اس بیان سے واضح تھا کہ گہیوں لیا ضروری نہیں لیکن دوسرے دن ہی یوں کہا جاتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حوالہ دینا ٹیگی - میں کہتا ہوں کہ گہیوں لیا یا نہ لیا عوام کا احتیاری تھا لیکن ابھی یہ بیان دیکر آرٹریل ورپر رسد کے کسی نئی چیز کا اضافہ نہیں کیا ہے - دوسری چیز جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ ڈی کنٹرول (Decontrol) کے بارے میں ہے - ایک کام (Common) آدمی ڈی کنٹرول کے نہ سے جوتی ہوتا ہے - کیونکہ وہ کنٹرول کو برائیاں کی جڑ سمجھتا ہے اور کرنسی اور رشوت ستانی اسی کے نتیجے ہیں - یہی وجہ ہے کہ آرٹریل ورپر رسد کے عوام کے جذبات سے کھیلا ہے - شائد مدد اس کی مثال انہوں نے سامنے رکھی ہے لیکن ڈی کنٹرول کے حوری برکشنس (Repurcussions) ہونے والے ہیں انکے متعلق میں حکومت کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں - ڈی کنٹرول پورے کش کے ساتھ جانا ہے اور جب حکومت کے پاس کش میں ہو جاتا ہے واسطے نکال کی مثال کو بھرہ دہرائے - ہندوستان کے اس بڑے لحاظ سے کتنے مرے ہیں وہ سب جانتے ہیں . . .

مسٹر اسپیکر - ڈیٹ ناوی ہیں۔

شری لکشمی کوٹنا - کتنے بھوکے ہیں ؟

شری است ریڈی - یہ بات نہیں کہ علہ ہیں نہ بلکہ ہلاک مارکٹ (Black Market) کے گودام علہ سے بھرے ہوئے تھے - لیکن لاکھوں عریب بھوکے مرے۔

شری لکشمی کوٹنا - کتنے بھوکے مرے ؟

شری است ریڈی - سہ ۱۹۳۹ ع کے لحاظ میں کتنے بھوکے مرے شائد اسکو ہندوستان کا کوئی بچہ بھی نہ بھولا ہوگا - اما کہتے ہوئے میں انی تقریر کرتا ہوں۔

شری اے - راج ریڈی - مسٹر اسپیکر - میں نے ڈیمانڈ نمبر ۸۰ - اے کیلئے کٹ سرس (Cut-motion) پیش کیا تھا - لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ اسکا نمبر (۸۰) لکھا گیا ہے جسکے معنی یہ رقم رکھی گئی ہے - ہمارے ہاں بعض ڈپارٹمنٹس (Departments) اسے ہیں حکومت (Business) کے طور پر چلایا جاتا ہے - اسطرح کمیشنل کارپوریشن (Commercial Corporation) کو بھی حکومت حیدر آباد برس کے طور پر چلاتی ہے - اسکی تاریخ یہ ہے کہ جسکے پہلے اور جسکے دوران میں ہم نے جو ررو (Reserve) بنا لیا تھا اسکی تاریخ اس سے ملتی ہوئی ہے - جو ررو فنڈ (Reserve Fund) اور جو پوسٹ وار ررو فنڈ (Post War Reserve Fund) قائم کئے گئے تھے - اس کے حصہ یعنی ۹ کروڑ کی رقم سے کمیشنل کارپوریشن کا وجر عمل میں آیا - حیدر آباد کمیشنل کارپوریشن کہے کو تو ایک کو آیریشو سوسائٹی ہے - اسکا نام بھی بھارتی طور پر رکھا گیا ہے - اسکے فراہم

ہے کہ علی کے سلسلہ میں ایجنٹ (Agent) کے طور پر اسکو رکھکر اس سے گودام رکھوالے کے طور پر کام لیا جائے۔ باقی فرائض محکمہ مال کے ہیں۔ اس تھاق کوٹھی میں حکومت حیدرآباد نے کل ۹ کروڑ کا سرمایہ لگنا ہے۔ چنانچہ ہرسال بحث تجدید کے لئے پیش ہوتا ہے۔ اس کٹ موٹس پر تقریر کر کے کامقصد یہ ہے کہ کارپوریشن میں جو برائیاں ہیں وہ دور کیجائیں۔ معلوم ہوا کہ حال ہی میں یعنی مارچ ۱۹۵۲ء میں صعوں کی تقسیم ہوئی ہے۔ کمسرس (Commissioner) کے تحت راشننگ (Rationing) اور ایک دوسرا صبعہ رکھا گیا ہے۔ اس بارے میں ہمکو جو سیول اڈمنسٹریشن رپورٹ (Civil Administration Report) دی گئی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ایک سب کمیٹی (Sub-Committee) قائم کی گئی ہے جو کمسرس کارپوریشن کے حکومت کے حق میں مستقل کرنے کے بارے میں پوری جیہاں میں کر کے رپورٹ پیش کرے۔ لیکن ابھی تک اس کا انتظار ہے۔ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن (Hyderabad Commercial Corporation) میں ٹاپ ہیوی (Top-heavy) طور پر عین ضروری عملہ رکھا گیا ہے۔ یہاں کے نقصانات کا حوالہ اکائی کمیٹی کی رپورٹ کے صحتہ ۵۰ پر دیا گیا ہے۔ میں اسکی تفصیل میں حانا نہیں چاہتا۔ صرف اتنا کہا چاہتا ہوں کہ انتظام میں بڑی خرابیاں ہیں۔ میں نے حوالہ اسکیم (Scheme) پڑھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گودام میں جو خرابیاں ہیں، علی کی خریدی اور اسکی حفاظت کے سلسلہ میں جو خرابیاں ہیں انکو دور کرنے کا ارادہ ہے۔ اب جو رپورٹ ہمارے سامے ہے اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اسکا حوالانصام ہوئے والا ہے وہ کس طرح ہوئے والا ہے۔ آیا کوآپریٹوینس پر سرمایہ میں اضافہ کر کے اس پر تین فیصد سود رکھا جائیگا یا کیا معلوم نہیں۔ یہ چیری سکاری طور پر ہمارے سامے نہیں آئی ہیں۔ حیدرآباد میں جو کام بھی کرنا ہو مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ شاہانہ انداز میں ہونا چاہئے۔ ایک بڑی بھاری فرنیچر بلڈنگ (Furnished Building) ہو اور شان و شوکت کا سامان ہو۔ یہ چیر ورائٹا ہمکو ملی ہے۔ ہمارے محکمہ حات کا بھی یہی حال ہے۔ ٹاپ ہیوی اکسپنڈیچر (Top-heavy Expenditure) ہے۔ جس ڈپارٹمنٹ میں دیکھنے کی امر رکھے جاتے ہیں۔ سکرٹری (Secretary)، ڈپٹی سکرٹری (Deputy Secretary)، ڈپٹی سکرٹریز (Deputy Secretaries) کی اسسٹنٹ سکرٹریز۔ یہ ہمارے ہر محکمہ کی خصوصیت ہے۔ امسروں کی ذہیب ایسی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ خود حکومت کر کے والے ہیں، حذت کرنے والے ہیں۔ ان کا یہ تصور ٹھیک نہیں ہے۔ کام کو اچھی طرح سے کرنے کا رجحان نہیں ہے۔ کارپوریشن ایک اہم ترین صبعہ ہے۔ اسکا عوام سے راست تعلق ہے۔ ایک طرف کسادوں سے اور دوسری طرف سہریوں سے۔ اوسکو یہ دیکھا بڑتا ہے کہ ایک طرف کسادوں کو حوش رکھے اور دوسری طرف کم سے کم دام میں غلہ شہریوں کو مہیا ہو۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ ہمارے آفسرس (Officers) کی ذہیب ایسی ہو گئی ہے کہ وہ اس کام کو انجام نہیں دے سکتے۔ گوروالا کمیٹی کے سامنے بھی یہ چیز بھی کہ آفسرس اس طرح کے تھاق کارپوریشن کس طرح کر سکتے ہیں۔ مجھے نہ اندیشہ ہے کہ ایسی ذہیب رکھتے ہوئے ایسے تجاری کاروبار کس

(Collection) اسلئے میں محکمہ کے کلکشن ڈسٹری بیوشن کے طریقوں سے مانوس ہوں۔ اس سے ہماری گورنمنٹ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اسلئے میں ٹریزری بنچس (Treasury Benches) سے اپیل کروں گا کہ اسی چیزوں کو اور ان خرابیوں کے حواسکتاب ہیں ان کو دور کرنے کے لئے خاص طور پر توجہ کے ساتھ جب تک کام نہ کیا جائے گا سہی نہیں ہوگی۔ عام طور پر جو روٹین (Routine) ہونا ہے اسی طرح یہ کام کیا جائیگا جو اسکے لئے مناسب ہیں ہوگا۔ اس محکمہ میں کم سے کم دامنوں پر اناج مہیا کرنے کا سوال پیدا ہونا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو زیادہ کامیاب بنانے کے لئے عوام کو زیادہ سے زیادہ ساتھ لیکر چلا پڑے گا۔ اس سلسلہ میں عالیٰ پوری میاں کمیٹی (Three-Man Committee) مقرر کی گئی تھی لیکن اوس نے کیا رپورٹ (Report) بکس کی اوسکا اظہار نہیں ہوا ہے۔ لیکن یہ کمیشنل کارپوریشن کا دھندا ہے اوسکی وجہ سے جو نقصانات ہو رہے ہیں اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس سلسلہ میں بحث کے جو مذاہم دیکھے ہیں وہ عجیب و غریب ہیں۔

اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے راست عوام کو کوئی فائدہ پہنچے۔ اب میں ایک دوسری چیز کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں جس کا تعلق گلاب اور کھاد سے ہے۔ صلح کاغذ (Conference) میں یہ طے کیا گیا تھا کہ بھٹی بکریوں کو محصورہ میں آنے سے منع کیا جائے۔ محدود احارب ہو بھی تو ہماری فوس جیروائی لی جائے۔ لیکن میں کہوں گا کہ بھٹی بکری اور انکی کھاد کے بعد رزاعب نہیں چل سکتی۔ اور دوسری طرف ہمارے کھپ ان جنگلی سوویں کی وجہ سے برباد ہو رہے ہیں جس کی روک تھام کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ خود میرے کھپ کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ نصف سے زیادہ کھپ ان کی وجہ سے برباد ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں آزادی آئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انسانوں کو آزادی نہیں آئی بلکہ جانوروں کو آزادی آئی ہے۔ ہمارے کھترن کا

1/4 حصہ ان ہی کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے۔ د معمولی چیزیں ہیں لیکن میں یقین دلانا چاہتا ہوں آب لاکھوں روپیہ خراب کر کے بڑی بڑی اسکیمیں لانا چاہئے ہیں لیکن ایسی معمولی چیزوں پر بھی آپ غور کریں اور انکو درست کرنے کی کوشش کریں جو ہماری پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے آفسس (Officers) یہاں بیٹھ کر اسکیمیں بناتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ وہاں جائیں۔ دہات میں جائیں۔ کھیٹوں پر جائیں۔ وہاں مطالعہ کیجئے۔ ان تمام چیزوں پر خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ دیادی چیزیں ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ریسرچ (Research) نہ کیا جائے۔ آج کی دنیا برق پسند ہے۔ یہ چیز بھی ضرور ہونی چاہئے۔ لیکن ہم کو یہ جو نقصان ہو رہا ہے اوسکی طرف بھی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ جب تک دیہاتیوں کا تعاون حاصل کر کے وہاں کی مشکلات کا لحاظ کر کے ہوئے ریسرچ نہ کیا جائے ٹھیک نہ ہوگا۔

یہاں بیٹھ کر اسکیمیں بنانا اور وہاں جا کر ان اسکیموں کو اپلائی (Apply) کرنا درست نہیں ہے۔ اسلئے میں محسوس کرتا ہوں کہ ان معاملات کے متعلق خاص تحقیقات کر کے توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

مسٹر اسپیکر - امینڈمنٹس (Amendments) جسے سمروں لے سوو (Move) کئے ہیں ان کی تقریریں ہو چکی ہیں ۔ اب دوسرے لوگوں کو موقع دیا جائیگا ۔

شری ایم۔ نرسنگ راؤ - (کلوا کرتی۔ عام) ڈیمانڈس (Demands) پر کٹ موٹن (Cut-motions) کے سلسلہ میں اسکا دوسرا پہلو پیش کرنے کے سلسلہ میں کافی موقع ہیں ملا تھا اسلئے میں اب اس کے بارے میں خاص طور پر نوجہ مدلول کروانا چاہتا ہوں ۔ اسقدر عرصہ کرتے ہوئے میں دوسرا پہلو مختصر الفاظ میں ظاہر کرونگا ۔

بھڑ نگریوں کو جنگلوں میں چھوڑ دیئے کے سعلق ہمارے ایک دوپے کہا کہ انہیں جنگلوں میں چھوڑنا چاہئے ۔ میں یہ کہہونگا کہ عربستان کو ریگستان بنانے میں انہوں اور بھڑ نگریوں کا خاص حصہ رہا ہے ۔ یہ سائنٹسٹس (Scientists) کا کہنا ہے ۔ ہمارے پاس اوٹ تو ہیں ہیں البتہ راحتہاں میں جہاں اوٹ ہیں اس علاقہ کو ریگستان بنانے میں ان اوٹوں نے کتنا حصہ لیا وہ بتلانا سائنٹسٹس (Scientists) کا کام ہے ۔ میرا کام ہیں ۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - اوٹ کی وجہ سے ریگستان ہے یا ریگستان کی وجہ سے اوٹ ہے ؟

شری ایم۔ نرسنگ راؤ - اس میں اوٹوں کا خاص دخل رہا۔ یہ سائنٹسٹس کا خیال ہے بھڑ نگریاں جنگلوں کو حراہ کرتی ہیں ۔ جنگلوں کی موجودگی ضروری ہے لیکن ہمارے کھیت کو حراہ کرنے میں جنگلی سوہ حصہ لیتے ہیں ۔ لیکن میں کہہونگا کہ حضرت انسان بھڑ نگریوں اور اوٹوں نے جنگلوں کو کچھ کم نقصان نہیں پہنچایا ۔ جنگل کی حفاظت کرنے والا نوشیر ہی ہوتا ہے ۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - جیسا کہ دیہات کو بجائے والا زمیندار ہوتا ہے ۔

شری ایم۔ نرسنگ راؤ - ایسا محال ہو سکتا ہے ۔ میں دوسرے نکتہ کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ کنٹرول قائم رکھنا چاہئے اور دوسری طرف ابھی ایک آرٹیل ممبر نے اس پرپریس (Press) کیا کہ موڈ سبسڈی (Food Subsidy) آرٹیل ممبر نے اس پرپریس (Press) کیا کہ موڈ سبسڈی (Food Subsidy) ملنی چاہئے اور عدائی احساس سستے داموں پر ملے چاہیں ۔ آپ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ کاشتکار کو زیادہ دام ملے چاہئیں اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ کنزیومر (Consumer) کو کم داموں پر علہ فراہم ہونا چاہئے ۔ ایسی صورت میں یہ دو متضاد چیزیں قابل غور ہیں ۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - سبسڈیز (Subsidies) کے متعلق میں نے کہا تھا کہ

شری ایم۔ نرسنگ راؤ - سبسڈیز کہاں سے آتی ہیں ؟

Mr. Speaker : Interruption not allowed.

شری ایم۔ ٹرسنگ راؤ۔ یہ میں مانتا ہوں نہ کرپشن (Corruption) ہے۔
 کنریومر (Consumer) کرپٹڈ (Corrupted) ہے بروڈیوسر (Producer)
 بھی کرپٹ ہے۔ رندگی کے ہر شعبہ میں مصروف لوگ کرپٹ ہیں۔ یہ سوال ہمیں سوچنا ہے
 کہ کرپشن کو کس طرح دور کیا جاسکتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کنٹرول (Control) رہا چاہئے۔
 لیکن اس سے بلاک مارکٹ (Black Market) اور بڑھ جائیگی اور رشوت زیادہ ہو جائیگی۔

یہ کرپشن (Corruption) کب دور ہوگا، معلوم ہیں۔ یہ کیارنگٹر
 (Character) کا ڈفیکٹ (Defect) ہے۔ طاہر ہے کہ کوئی شخص
 اپنی پیشانی پر لیبل (Label) لگا کر تو ایسا کام نہیں کرنا۔ ہماری خصوصیت یہ ہے کہ
 ہم میں خود عرصی ہے۔ تلگو میں کہا جاتا ہے کہ १०००००००००००००
 ہر حال میں یہ کہو ہوا کہ اصلاح کی طرف توجہ دی جائے۔

ایک اور چیز جو مجھے عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ ریسرچ اسٹیشنس (Research Stations)
 اور ایکسپریمنٹل اسٹیشنس (Experimental Stations) میں فروغ ہے۔ ہمارے
 پروڈکشنس (Productions) کیلئے ریسرچ (Research) کرنا ہی
 پڑتا ہے۔ جہاں کیاسٹر میڈس (Castor seeds) پیدا ہوتے ہیں وہاں انکے لئے
 ریسرچ کرنا ہی پڑیگا۔ اب ایسے ریسرچ کیلئے جو کچھ خرچ ہونا ہے اسکا حساب آنے ہائی
 میں تو ہو جی سکتا۔ جو کچھ اس پر خرچ ہو رہا ہے وہ ضروری ہے۔ یہ کہا غلط
 ہے کہ اس چیز پر خرچہ فصول ہے، بیکار ہے۔

یہ کہا گیا کہ مڈل کلاس (Middle Class) کے لوگ زراعت کی تعلیم حاصل
 کرنے کے بعد بھی زراعت کرنے کی جانب توجہ نہیں کرتے۔ یہ حقیقت ہے کہ ایک اگریکلچرٹ
 (Agriculturist) کا بیٹا اگریکلچر (Agriculture) کی تعلیم
 حاصل کرنے کے بعد زراعت کی طرف توجہ کرنے کی بجائے اگر یکلچر ڈپارٹمنٹ
 (Agriculture Department) میں نوکری کی کوشش کرتا ہے۔ وہ یہ نہیں سوچتا کہ
 میں اپنی تعلیم سے زراعت کو ترقی دوں گا۔ ہمارے پاس یہ ذہنیات عام ہے۔ اگر یہ طریقہ جاری
 رہے تو اس سے نقصان کا اندیشہ ہے۔ کالج آف اگریکلچر (College of Agriculture)
 میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد فارم (Farm) میں جا کر کام کرنا معیوب سمجھا
 جاتا ہے۔ اس ہر ای کو دور کرنا چاہئے۔

اسکے علاوہ جو چیزیں کہی گئی ہیں انکا تو مسٹر نمپلی سے جواب دیئے۔ میں اب حتم شدہ
 حیدر آباد کمرشیل کارپوریشن (Hyderabad Commercial Corporation) کے
 کے بارے میں کچھ کہوں گا۔ اس بارے میں کافی بحث کی گئی۔ جیسے یہ محکمہ
 تو برجاست ہو چکا۔ جب تک کنٹرول رہیگا اس وقت تک تو محکمہ کی ضرورت رہیگی
 لیکن یہ خیال ہے کہ حلد سے جلد ڈی کنٹرول (Decontrol) کیا جائے۔ ہم دیکھتے
 ہیں حواری کی حد تک تو کافی مقدار ہمارے پاس ہے۔ چاول کی حد تک کسی قدر شارٹیج
 (Shortage) ہے حکومت کے پیش نظر یہ ہو کہ ڈی کنٹرول کیا جائے تو اس
 لحاظ سے ہی اس محکمہ کو چلانا ہوگا۔

مسٹر اسپیکر - میں نے کہا تھا کہ ۱۲ محکمہ ۳۰ منٹ پر مسٹر کی اسپیک (Speech) ہوگی۔ لیکن میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ آئریل ممبرس اس اہم مسئلہ پر مزید بحث کا موقعہ چاہتے ہیں۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آئریل مسٹر کو بعد میں موقع دون۔ اس لحاظ سے میں ایک عرصے تک ارکان کو موقع دیتا ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ میری یہ اسٹیڈنگ (Standing) درخواست ہے کہ کم سے کم وقت لیا جائے تاکہ زیادہ ممبرس کو موقع مل سکے۔

شری اناجی راؤ گوانے (پربھئی) - جب ہی کم وقت میں اگر یکلچر اور لیوی ڈپارٹمنٹس کے بارے میں تفصیل سے کہا مشکل ہے۔ لیکن میں وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے چند باتیں عرض کرنا ہوں۔

یہ حوشی کی بات ہے کہ اسکے لئے ایک ڈاکٹر وریز ہیں۔ اس ڈاکٹر نے سوتے ہوئے محکمہ کو حکام کی کوشش کی ہے۔ ابھی اس نے آنکھیں کھولی ہیں۔ پورے طور پر حکام کے لئے معمولی دوا سے کام میں چلتا۔ اسکے لئے ایکش دیا پڑے گا۔

ڈاکٹر چناریڈی - یہ ڈاکٹر حاتا ہے۔

شری اناجی راؤ گوانے - ساہیہ یہ بھی دیکھا ہے کہ بیماری جس قسم کی ہے اسی قسم کی دوا دی جائے۔ یہ ہیں کہ بیماری ایک ہے اور دوا دوسرے مرض کی دی جائے مجھے اسوس کے ساتھ کہا پڑتا ہے کہ ہمارا محکمہ رزاع ٹھیک طور پر کام میں کرتا۔ اسکا یہ کام ہے کہ کاشتکاروں کو اس چیز سے واقف کرائے کہ کوسی رہیں میں کس جس کی کاشت کرنی چاہئے۔ اسکے لئے چار اکسپٹس (Experts) تو ٹھہائے گئے ہیں لیکن کام کچھ ترار نہیں ہوتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ رزاعی کام کرنے والوں سے مشورہ نہیں لیا جاتا اور نتیجے کے طور پر کاشتکاروں کی کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مرہنوارہ کے اصلاح ناندیڈ اور پربھئی میں کاٹن سیڈس (Cotton Seeds) ۱۲۔ اور ۱۲ کی پیداوار دوسری قسموں کے مقابلہ میں نصف ہے۔ دوسرے کاٹن سیڈس اس سے دوگنا بے دیتے ہیں۔ مگر انہیں کاشتکار لیے سے انکار کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہمارا محکمہ رزاع کاشتکاروں کے پاس نہیں جاتا۔ اس طرح اس محکمہ سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ کاشتکاروں کو کاٹن سیڈس کے ساتھ ایک سلفر کی پڑی مجبوراً دیتی ہے اور اسکے لئے یہ آئے لیے ہیں۔ لیکن یہ ہیں بتایا جاتا کہ اسے کس طرح استعمال کیا جانا چاہئے اور اسکا کیا فائدہ ہے۔ اسی طرح دوسری چیزوں کے معلومات محکمہ رزاع سے کاشتکاروں کو نہیں دئے جاتے۔ یہ نہیں بتایا جاتا کہ کسی بیماری کو دور کر کے کیلئے کیا کرنا چاہئے۔ آپ ٹرے پڑے اسکیمس (Schemes) تو بناتے ہیں لیکن ان پر برابر عمل نہیں کیا جاتا۔ آپ اسی طرح ٹرے ٹرے ٹریکٹرس (Tractors) تو اپنے پاس رکھتے ہیں لیکن ان سے صرف ٹرے پڑے کاشتکاروں کو ہی استفادہ کا موقع دیا جاتا ہے۔ ایسے چھوٹے کاشتکاروں کیلئے اس سے کوئی سہولت نہیں ہوتی جسکے پاس ۵۰۔ ۶۰۔ ۷۰۔ ۸۰۔ ۹۰۔ ۱۰۰۔ ۱۱۰۔ ۱۲۰۔ ۱۳۰۔ ۱۴۰۔ ۱۵۰۔ ۱۶۰۔ ۱۷۰۔ ۱۸۰۔ ۱۹۰۔ ۲۰۰۔ ۲۱۰۔ ۲۲۰۔ ۲۳۰۔ ۲۴۰۔ ۲۵۰۔ ۲۶۰۔ ۲۷۰۔ ۲۸۰۔ ۲۹۰۔ ۳۰۰۔ ۳۱۰۔ ۳۲۰۔ ۳۳۰۔ ۳۴۰۔ ۳۵۰۔ ۳۶۰۔ ۳۷۰۔ ۳۸۰۔ ۳۹۰۔ ۴۰۰۔ ۴۱۰۔ ۴۲۰۔ ۴۳۰۔ ۴۴۰۔ ۴۵۰۔ ۴۶۰۔ ۴۷۰۔ ۴۸۰۔ ۴۹۰۔ ۵۰۰۔ ۵۱۰۔ ۵۲۰۔ ۵۳۰۔ ۵۴۰۔ ۵۵۰۔ ۵۶۰۔ ۵۷۰۔ ۵۸۰۔ ۵۹۰۔ ۶۰۰۔ ۶۱۰۔ ۶۲۰۔ ۶۳۰۔ ۶۴۰۔ ۶۵۰۔ ۶۶۰۔ ۶۷۰۔ ۶۸۰۔ ۶۹۰۔ ۷۰۰۔ ۷۱۰۔ ۷۲۰۔ ۷۳۰۔ ۷۴۰۔ ۷۵۰۔ ۷۶۰۔ ۷۷۰۔ ۷۸۰۔ ۷۹۰۔ ۸۰۰۔ ۸۱۰۔ ۸۲۰۔ ۸۳۰۔ ۸۴۰۔ ۸۵۰۔ ۸۶۰۔ ۸۷۰۔ ۸۸۰۔ ۸۹۰۔ ۹۰۰۔ ۹۱۰۔ ۹۲۰۔ ۹۳۰۔ ۹۴۰۔ ۹۵۰۔ ۹۶۰۔ ۹۷۰۔ ۹۸۰۔ ۹۹۰۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۹۰۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۹۰۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۹۰۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۹۰۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۸۰۔ ۱۴۹۰۔ ۱۵۰۰۔ ۱۵۱۰۔ ۱۵۲۰۔ ۱۵۳۰۔ ۱۵۴۰۔ ۱۵۵۰۔ ۱۵۶۰۔ ۱۵۷۰۔ ۱۵۸۰۔ ۱۵۹۰۔ ۱۶۰۰۔ ۱۶۱۰۔ ۱۶۲۰۔ ۱۶۳۰۔ ۱۶۴۰۔ ۱۶۵۰۔ ۱۶۶۰۔ ۱۶۷۰۔ ۱۶۸۰۔ ۱۶۹۰۔ ۱۷۰۰۔ ۱۷۱۰۔ ۱۷۲۰۔ ۱۷۳۰۔ ۱۷۴۰۔ ۱۷۵۰۔ ۱۷۶۰۔ ۱۷۷۰۔ ۱۷۸۰۔ ۱۷۹۰۔ ۱۸۰۰۔ ۱۸۱۰۔ ۱۸۲۰۔ ۱۸۳۰۔ ۱۸۴۰۔ ۱۸۵۰۔ ۱۸۶۰۔ ۱۸۷۰۔ ۱۸۸۰۔ ۱۸۹۰۔ ۱۹۰۰۔ ۱۹۱۰۔ ۱۹۲۰۔ ۱۹۳۰۔ ۱۹۴۰۔ ۱۹۵۰۔ ۱۹۶۰۔ ۱۹۷۰۔ ۱۹۸۰۔ ۱۹۹۰۔ ۲۰۰۰۔ ۲۰۱۰۔ ۲۰۲۰۔ ۲۰۳۰۔ ۲۰۴۰۔ ۲۰۵۰۔ ۲۰۶۰۔ ۲۰۷۰۔ ۲۰۸۰۔ ۲۰۹۰۔ ۲۱۰۰۔ ۲۱۱۰۔ ۲۱۲۰۔ ۲۱۳۰۔ ۲۱۴۰۔ ۲۱۵۰۔ ۲۱۶۰۔ ۲۱۷۰۔ ۲۱۸۰۔ ۲۱۹۰۔ ۲۲۰۰۔ ۲۲۱۰۔ ۲۲۲۰۔ ۲۲۳۰۔ ۲۲۴۰۔ ۲۲۵۰۔ ۲۲۶۰۔ ۲۲۷۰۔ ۲۲۸۰۔ ۲۲۹۰۔ ۲۳۰۰۔ ۲۳۱۰۔ ۲۳۲۰۔ ۲۳۳۰۔ ۲۳۴۰۔ ۲۳۵۰۔ ۲۳۶۰۔ ۲۳۷۰۔ ۲۳۸۰۔ ۲۳۹۰۔ ۲۴۰۰۔ ۲۴۱۰۔ ۲۴۲۰۔ ۲۴۳۰۔ ۲۴۴۰۔ ۲۴۵۰۔ ۲۴۶۰۔ ۲۴۷۰۔ ۲۴۸۰۔ ۲۴۹۰۔ ۲۵۰۰۔ ۲۵۱۰۔ ۲۵۲۰۔ ۲۵۳۰۔ ۲۵۴۰۔ ۲۵۵۰۔ ۲۵۶۰۔ ۲۵۷۰۔ ۲۵۸۰۔ ۲۵۹۰۔ ۲۶۰۰۔ ۲۶۱۰۔ ۲۶۲۰۔ ۲۶۳۰۔ ۲۶۴۰۔ ۲۶۵۰۔ ۲۶۶۰۔ ۲۶۷۰۔ ۲۶۸۰۔ ۲۶۹۰۔ ۲۷۰۰۔ ۲۷۱۰۔ ۲۷۲۰۔ ۲۷۳۰۔ ۲۷۴۰۔ ۲۷۵۰۔ ۲۷۶۰۔ ۲۷۷۰۔ ۲۷۸۰۔ ۲۷۹۰۔ ۲۸۰۰۔ ۲۸۱۰۔ ۲۸۲۰۔ ۲۸۳۰۔ ۲۸۴۰۔ ۲۸۵۰۔ ۲۸۶۰۔ ۲۸۷۰۔ ۲۸۸۰۔ ۲۸۹۰۔ ۲۹۰۰۔ ۲۹۱۰۔ ۲۹۲۰۔ ۲۹۳۰۔ ۲۹۴۰۔ ۲۹۵۰۔ ۲۹۶۰۔ ۲۹۷۰۔ ۲۹۸۰۔ ۲۹۹۰۔ ۳۰۰۰۔ ۳۰۱۰۔ ۳۰۲۰۔ ۳۰۳۰۔ ۳۰۴۰۔ ۳۰۵۰۔ ۳۰۶۰۔ ۳۰۷۰۔ ۳۰۸۰۔ ۳۰۹۰۔ ۳۱۰۰۔ ۳۱۱۰۔ ۳۱۲۰۔ ۳۱۳۰۔ ۳۱۴۰۔ ۳۱۵۰۔ ۳۱۶۰۔ ۳۱۷۰۔ ۳۱۸۰۔ ۳۱۹۰۔ ۳۲۰۰۔ ۳۲۱۰۔ ۳۲۲۰۔ ۳۲۳۰۔ ۳۲۴۰۔ ۳۲۵۰۔ ۳۲۶۰۔ ۳۲۷۰۔ ۳۲۸۰۔ ۳۲۹۰۔ ۳۳۰۰۔ ۳۳۱۰۔ ۳۳۲۰۔ ۳۳۳۰۔ ۳۳۴۰۔ ۳۳۵۰۔ ۳۳۶۰۔ ۳۳۷۰۔ ۳۳۸۰۔ ۳۳۹۰۔ ۳۴۰۰۔ ۳۴۱۰۔ ۳۴۲۰۔ ۳۴۳۰۔ ۳۴۴۰۔ ۳۴۵۰۔ ۳۴۶۰۔ ۳۴۷۰۔ ۳۴۸۰۔ ۳۴۹۰۔ ۳۵۰۰۔ ۳۵۱۰۔ ۳۵۲۰۔ ۳۵۳۰۔ ۳۵۴۰۔ ۳۵۵۰۔ ۳۵۶۰۔ ۳۵۷۰۔ ۳۵۸۰۔ ۳۵۹۰۔ ۳۶۰۰۔ ۳۶۱۰۔ ۳۶۲۰۔ ۳۶۳۰۔ ۳۶۴۰۔ ۳۶۵۰۔ ۳۶۶۰۔ ۳۶۷۰۔ ۳۶۸۰۔ ۳۶۹۰۔ ۳۷۰۰۔ ۳۷۱۰۔ ۳۷۲۰۔ ۳۷۳۰۔ ۳۷۴۰۔ ۳۷۵۰۔ ۳۷۶۰۔ ۳۷۷۰۔ ۳۷۸۰۔ ۳۷۹۰۔ ۳۸۰۰۔ ۳۸۱۰۔ ۳۸۲۰۔ ۳۸۳۰۔ ۳۸۴۰۔ ۳۸۵۰۔ ۳۸۶۰۔ ۳۸۷۰۔ ۳۸۸۰۔ ۳۸۹۰۔ ۳۹۰۰۔ ۳۹۱۰۔ ۳۹۲۰۔ ۳۹۳۰۔ ۳۹۴۰۔ ۳۹۵۰۔ ۳۹۶۰۔ ۳۹۷۰۔ ۳۹۸۰۔ ۳۹۹۰۔ ۴۰۰۰۔ ۴۰۱۰۔ ۴۰۲۰۔ ۴۰۳۰۔ ۴۰۴۰۔ ۴۰۵۰۔ ۴۰۶۰۔ ۴۰۷۰۔ ۴۰۸۰۔ ۴۰۹۰۔ ۴۱۰۰۔ ۴۱۱۰۔ ۴۱۲۰۔ ۴۱۳۰۔ ۴۱۴۰۔ ۴۱۵۰۔ ۴۱۶۰۔ ۴۱۷۰۔ ۴۱۸۰۔ ۴۱۹۰۔ ۴۲۰۰۔ ۴۲۱۰۔ ۴۲۲۰۔ ۴۲۳۰۔ ۴۲۴۰۔ ۴۲۵۰۔ ۴۲۶۰۔ ۴۲۷۰۔ ۴۲۸۰۔ ۴۲۹۰۔ ۴۳۰۰۔ ۴۳۱۰۔ ۴۳۲۰۔ ۴۳۳۰۔ ۴۳۴۰۔ ۴۳۵۰۔ ۴۳۶۰۔ ۴۳۷۰۔ ۴۳۸۰۔ ۴۳۹۰۔ ۴۴۰۰۔ ۴۴۱۰۔ ۴۴۲۰۔ ۴۴۳۰۔ ۴۴۴۰۔ ۴۴۵۰۔ ۴۴۶۰۔ ۴۴۷۰۔ ۴۴۸۰۔ ۴۴۹۰۔ ۴۵۰۰۔ ۴۵۱۰۔ ۴۵۲۰۔ ۴۵۳۰۔ ۴۵۴۰۔ ۴۵۵۰۔ ۴۵۶۰۔ ۴۵۷۰۔ ۴۵۸۰۔ ۴۵۹۰۔ ۴۶۰۰۔ ۴۶۱۰۔ ۴۶۲۰۔ ۴۶۳۰۔ ۴۶۴۰۔ ۴۶۵۰۔ ۴۶۶۰۔ ۴۶۷۰۔ ۴۶۸۰۔ ۴۶۹۰۔ ۴۷۰۰۔ ۴۷۱۰۔ ۴۷۲۰۔ ۴۷۳۰۔ ۴۷۴۰۔ ۴۷۵۰۔ ۴۷۶۰۔ ۴۷۷۰۔ ۴۷۸۰۔ ۴۷۹۰۔ ۴۸۰۰۔ ۴۸۱۰۔ ۴۸۲۰۔ ۴۸۳۰۔ ۴۸۴۰۔ ۴۸۵۰۔ ۴۸۶۰۔ ۴۸۷۰۔ ۴۸۸۰۔ ۴۸۹۰۔ ۴۹۰۰۔ ۴۹۱۰۔ ۴۹۲۰۔ ۴۹۳۰۔ ۴۹۴۰۔ ۴۹۵۰۔ ۴۹۶۰۔ ۴۹۷۰۔ ۴۹۸۰۔ ۴۹۹۰۔ ۵۰۰۰۔ ۵۰۱۰۔ ۵۰۲۰۔ ۵۰۳۰۔ ۵۰۴۰۔ ۵۰۵۰۔ ۵۰۶۰۔ ۵۰۷۰۔ ۵۰۸۰۔ ۵۰۹۰۔ ۵۱۰۰۔ ۵۱۱۰۔ ۵۱۲۰۔ ۵۱۳۰۔ ۵۱۴۰۔ ۵۱۵۰۔ ۵۱۶۰۔ ۵۱۷۰۔ ۵۱۸۰۔ ۵۱۹۰۔ ۵۲۰۰۔ ۵۲۱۰۔ ۵۲۲۰۔ ۵۲۳۰۔ ۵۲۴۰۔ ۵۲۵۰۔ ۵۲۶۰۔ ۵۲۷۰۔ ۵۲۸۰۔ ۵۲۹۰۔ ۵۳۰۰۔ ۵۳۱۰۔ ۵۳۲۰۔ ۵۳۳۰۔ ۵۳۴۰۔ ۵۳۵۰۔ ۵۳۶۰۔ ۵۳۷۰۔ ۵۳۸۰۔ ۵۳۹۰۔ ۵۴۰۰۔ ۵۴۱۰۔ ۵۴۲۰۔ ۵۴۳۰۔ ۵۴۴۰۔ ۵۴۵۰۔ ۵۴۶۰۔ ۵۴۷۰۔ ۵۴۸۰۔ ۵۴۹۰۔ ۵۵۰۰۔ ۵۵۱۰۔ ۵۵۲۰۔ ۵۵۳۰۔ ۵۵۴۰۔ ۵۵۵۰۔ ۵۵۶۰۔ ۵۵۷۰۔ ۵۵۸۰۔ ۵۵۹۰۔ ۵۶۰۰۔ ۵۶۱۰۔ ۵۶۲۰۔ ۵۶۳۰۔ ۵۶۴۰۔ ۵۶۵۰۔ ۵۶۶۰۔ ۵۶۷۰۔ ۵۶۸۰۔ ۵۶۹۰۔ ۵۷۰۰۔ ۵۷۱۰۔ ۵۷۲۰۔ ۵۷۳۰۔ ۵۷۴۰۔ ۵۷۵۰۔ ۵۷۶۰۔ ۵۷۷۰۔ ۵۷۸۰۔ ۵۷۹۰۔ ۵۸۰۰۔ ۵۸۱۰۔ ۵۸۲۰۔ ۵۸۳۰۔ ۵۸۴۰۔ ۵۸۵۰۔ ۵۸۶۰۔ ۵۸۷۰۔ ۵۸۸۰۔ ۵۸۹۰۔ ۵۹۰۰۔ ۵۹۱۰۔ ۵۹۲۰۔ ۵۹۳۰۔ ۵۹۴۰۔ ۵۹۵۰۔ ۵۹۶۰۔ ۵۹۷۰۔ ۵۹۸۰۔ ۵۹۹۰۔ ۶۰۰۰۔ ۶۰۱۰۔ ۶۰۲۰۔ ۶۰۳۰۔ ۶۰۴۰۔ ۶۰۵۰۔ ۶۰۶۰۔ ۶۰۷۰۔ ۶۰۸۰۔ ۶۰۹۰۔ ۶۱۰۰۔ ۶۱۱۰۔ ۶۱۲۰۔ ۶۱۳۰۔ ۶۱۴۰۔ ۶۱۵۰۔ ۶۱۶۰۔ ۶۱۷۰۔ ۶۱۸۰۔ ۶۱۹۰۔ ۶۲۰۰۔ ۶۲۱۰۔ ۶۲۲۰۔ ۶۲۳۰۔ ۶۲۴۰۔ ۶۲۵۰۔ ۶۲۶۰۔ ۶۲۷۰۔ ۶۲۸۰۔ ۶۲۹۰۔ ۶۳۰۰۔ ۶۳۱۰۔ ۶۳۲۰۔ ۶۳۳۰۔ ۶۳۴۰۔ ۶۳۵۰۔ ۶۳۶۰۔ ۶۳۷۰۔ ۶۳۸۰۔ ۶۳۹۰۔ ۶۴۰۰۔ ۶۴۱۰۔ ۶۴۲۰۔ ۶۴۳۰۔ ۶۴۴۰۔ ۶۴۵۰۔ ۶۴۶۰۔ ۶۴۷۰۔ ۶۴۸۰۔ ۶۴۹۰۔ ۶۵۰۰۔ ۶۵۱۰۔ ۶۵۲۰۔ ۶۵۳۰۔ ۶۵۴۰۔ ۶۵۵۰۔ ۶۵۶۰۔ ۶۵۷۰۔ ۶۵۸۰۔ ۶۵۹۰۔ ۶۶۰۰۔ ۶۶۱۰۔ ۶۶۲۰۔ ۶۶۳۰۔ ۶۶۴۰۔ ۶۶۵۰۔ ۶۶۶۰۔ ۶۶۷۰۔ ۶۶۸۰۔ ۶۶۹۰۔ ۶۷۰۰۔ ۶۷۱۰۔ ۶۷۲۰۔ ۶۷۳۰۔ ۶۷۴۰۔ ۶۷۵۰۔ ۶۷۶۰۔ ۶۷۷۰۔ ۶۷۸۰۔ ۶۷۹۰۔ ۶۸۰۰۔ ۶۸۱۰۔ ۶۸۲۰۔ ۶۸۳۰۔ ۶۸۴۰۔ ۶۸۵۰۔ ۶۸۶۰۔ ۶۸۷۰۔ ۶۸۸۰۔ ۶۸۹۰۔ ۶۹۰۰۔ ۶۹۱۰۔ ۶۹۲۰۔ ۶۹۳۰۔ ۶۹۴۰۔ ۶۹۵۰۔ ۶۹۶۰۔ ۶۹۷۰۔ ۶۹۸۰۔ ۶۹۹۰۔ ۷۰۰۰۔ ۷۰۱۰۔ ۷۰۲۰۔ ۷۰۳۰۔ ۷۰۴۰۔ ۷۰۵۰۔ ۷۰۶۰۔ ۷۰۷۰۔ ۷۰۸۰۔ ۷۰۹۰۔ ۷۱۰۰۔ ۷۱۱۰۔ ۷۱۲۰۔ ۷۱۳۰۔ ۷۱۴۰۔ ۷۱۵۰۔ ۷۱۶۰۔ ۷۱۷۰۔ ۷۱۸۰۔ ۷۱۹۰۔ ۷۲۰۰۔ ۷۲۱۰۔ ۷۲۲۰۔ ۷۲۳۰۔ ۷۲۴۰۔ ۷۲۵۰۔ ۷۲۶۰۔ ۷۲۷۰۔ ۷۲۸۰۔ ۷۲۹۰۔ ۷۳۰۰۔ ۷۳۱۰۔ ۷۳۲۰۔ ۷۳۳۰۔ ۷۳۴۰۔ ۷۳۵۰۔ ۷۳۶۰۔ ۷۳۷۰۔ ۷۳۸۰۔ ۷۳۹۰۔ ۷۴۰۰۔ ۷۴۱۰۔ ۷۴۲۰۔ ۷۴۳۰۔ ۷۴۴۰۔ ۷۴۵۰۔ ۷۴۶۰۔ ۷۴۷۰۔ ۷۴۸۰۔ ۷۴۹۰۔ ۷۵۰۰۔ ۷۵۱۰۔ ۷۵۲۰۔ ۷۵۳۰۔ ۷۵۴۰۔ ۷۵۵۰۔ ۷۵۶۰۔ ۷۵۷۰۔ ۷۵۸۰۔ ۷۵۹۰۔ ۷۶۰۰۔ ۷۶۱۰۔ ۷۶۲۰۔ ۷۶۳۰۔ ۷۶۴۰۔ ۷۶۵۰۔ ۷۶۶۰۔ ۷۶۷۰۔ ۷۶۸۰۔ ۷۶۹۰۔ ۷۷۰۰۔ ۷۷۱۰۔ ۷۷۲۰۔ ۷۷۳۰۔ ۷۷۴۰۔ ۷۷۵۰۔ ۷۷۶۰۔ ۷۷۷۰۔ ۷۷۸۰۔ ۷۷۹۰۔ ۷۸۰۰۔ ۷۸۱۰۔ ۷۸۲۰۔ ۷۸۳۰۔ ۷۸۴۰۔ ۷۸۵۰۔ ۷۸۶۰۔ ۷۸۷۰۔ ۷۸۸۰۔ ۷۸۹۰۔ ۷۹۰۰۔ ۷۹۱۰۔ ۷۹۲۰۔ ۷۹۳۰۔ ۷۹۴۰۔ ۷۹۵۰۔ ۷۹۶۰۔ ۷۹۷۰۔ ۷۹۸۰۔ ۷۹۹۰۔ ۸۰۰۰۔ ۸۰۱۰۔ ۸۰۲۰۔ ۸۰۳۰۔ ۸۰۴۰۔ ۸۰۵۰۔ ۸۰۶۰۔ ۸۰۷۰۔ ۸۰۸۰۔ ۸۰۹۰۔ ۸۱۰۰۔ ۸۱۱۰۔ ۸۱۲۰۔ ۸۱۳۰۔ ۸۱۴۰۔ ۸۱۵۰۔ ۸۱۶۰۔ ۸۱۷۰۔ ۸۱۸۰۔ ۸۱۹۰۔ ۸۲۰۰۔ ۸۲۱۰۔ ۸۲۲۰۔ ۸۲۳۰۔ ۸۲۴۰۔ ۸۲۵۰۔ ۸۲۶۰۔ ۸۲۷۰۔ ۸۲۸۰۔ ۸۲۹۰۔ ۸۳۰۰۔ ۸۳۱۰۔ ۸۳۲۰۔ ۸۳۳۰۔ ۸۳۴۰۔ ۸۳۵۰۔ ۸۳۶۰۔ ۸۳۷۰۔ ۸۳۸۰۔ ۸۳۹۰۔ ۸۴۰۰۔ ۸۴۱۰۔ ۸۴۲۰۔ ۸۴۳۰۔ ۸۴۴۰۔ ۸۴۵۰۔ ۸۴۶۰۔ ۸۴۷۰۔ ۸۴۸۰۔ ۸۴۹۰۔ ۸۵۰۰۔ ۸۵۱۰۔ ۸۵۲۰۔ ۸۵۳۰۔ ۸۵۴۰۔ ۸۵۵۰۔ ۸۵۶۰۔ ۸۵۷۰۔ ۸۵۸۰۔ ۸۵۹۰۔ ۸۶۰۰۔ ۸۶۱۰۔ ۸۶۲۰۔ ۸۶۳۰۔ ۸۶۴۰۔ ۸۶۵۰۔ ۸۶۶۰۔ ۸۶۷۰۔ ۸۶۸۰۔ ۸۶۹۰۔ ۸۷۰۰۔ ۸۷۱۰۔ ۸۷۲۰۔ ۸۷۳۰۔ ۸۷۴۰۔ ۸۷۵۰۔ ۸۷۶۰۔ ۸۷۷۰۔ ۸۷۸۰۔ ۸۷۹۰۔ ۸۸۰۰۔ ۸۸۱۰۔ ۸۸۲۰۔ ۸۸۳۰۔ ۸۸۴۰۔ ۸۸۵۰۔ ۸۸۶۰۔ ۸۸۷۰۔ ۸۸۸۰۔ ۸۸۹۰۔ ۸۹۰۰۔ ۸۹۱۰۔ ۸۹۲۰۔ ۸۹۳۰۔ ۸۹۴۰۔ ۸۹۵۰۔ ۸۹۶۰۔ ۸۹۷۰۔ ۸۹۸۰۔ ۸۹۹۰۔ ۹۰۰۰۔ ۹۰۱۰۔ ۹۰۲۰۔ ۹۰۳۰۔ ۹۰۴۰۔ ۹۰۵۰۔ ۹۰۶۰۔ ۹۰۷۰۔ ۹۰۸۰۔ ۹۰۹۰۔ ۹۱۰۰۔ ۹۱۱۰۔ ۹۱۲۰۔ ۹۱۳۰۔ ۹۱۴۰۔ ۹۱۵۰۔ ۹۱۶۰۔ ۹۱۷۰۔ ۹۱۸۰۔ ۹۱۹۰۔ ۹۲۰۰۔ ۹۲۱۰۔ ۹۲۲۰۔ ۹۲۳۰۔ ۹۲۴۰۔ ۹۲۵۰۔ ۹۲۶۰۔ ۹۲۷۰۔ ۹۲۸۰۔ ۹۲۹۰۔ ۹۳۰۰۔ ۹۳۱۰۔ ۹۳۲۰۔ ۹۳۳۰۔ ۹۳۴۰۔ ۹۳۵۰۔ ۹۳۶۰۔ ۹۳۷۰۔ ۹۳۸۰۔ ۹۳۹۰۔ ۹۴۰۰۔ ۹۴۱۰۔ ۹۴۲۰۔ ۹۴۳۰۔ ۹۴۴۰۔ ۹۴۵۰۔ ۹۴۶۰۔ ۹۴۷۰۔ ۹۴۸۰۔ ۹۴۹۰۔ ۹۵۰۰۔ ۹۵۱۰۔ ۹۵۲۰۔ ۹۵۳۰۔ ۹۵۴۰۔ ۹۵۵۰۔ ۹۵۶۰۔ ۹۵۷۰۔ ۹۵۸۰۔ ۹۵۹۰۔ ۹۶۰۰۔ ۹۶۱۰۔ ۹۶۲۰۔ ۹۶۳۰۔ ۹۶۴۰۔ ۹۶۵۰۔ ۹۶۶۰۔ ۹۶۷۰۔ ۹۶۸۰۔ ۹۶۹۰۔ ۹۷۰۰۔ ۹۷۱۰۔ ۹۷۲۰۔ ۹۷۳۰۔ ۹۷۴۰۔ ۹۷۵۰۔ ۹۷۶۰۔ ۹۷۷۰۔ ۹۷۸۰۔ ۹۷۹۰۔ ۹۸۰۰۔ ۹۸۱۰۔ ۹۸۲۰۔ ۹۸۳۰۔ ۹۸۴۰۔ ۹۸۵۰۔ ۹۸۶۰۔ ۹۸۷۰۔ ۹۸۸۰۔ ۹۸۹۰۔ ۹۹۰۰۔ ۹۹۱۰۔ ۹۹۲۰۔ ۹۹۳۰۔ ۹۹۴۰۔ ۹۹۵۰۔ ۹۹۶۰۔ ۹۹۷۰۔ ۹۹۸۰۔ ۹۹۹۰۔ ۱۰۰۰۰۔ ۱۰۰۰۱۔ ۱۰۰۰۲۔ ۱۰۰۰۳۔ ۱۰۰۰۴۔ ۱۰۰۰۵۔ ۱۰۰۰۶۔ ۱۰۰۰۷۔ ۱۰۰۰۸۔ ۱۰۰۰۹۔ ۱۰۰۱۰۔ ۱۰۰۱۱۔ ۱۰۰۱۲۔ ۱۰۰۱۳۔ ۱۰۰۱۴۔ ۱۰۰۱۵۔ ۱۰۰۱۶۔ ۱۰۰۱۷۔ ۱۰۰۱۸۔ ۱۰۰۱۹۔ ۱۰۰۲۰۔ ۱۰۰۲۱۔ ۱۰۰۲۲۔ ۱۰۰۲۳۔ ۱۰۰۲۴۔ ۱۰۰۲۵۔ ۱۰۰۲۶۔ ۱۰۰۲۷۔ ۱۰۰۲۸۔ ۱۰۰۲۹۔ ۱۰۰۳۰۔ ۱۰۰۳۱۔ ۱۰۰۳۲۔ ۱۰۰۳۳۔ ۱۰۰۳۴۔ ۱۰۰۳۵۔ ۱۰۰۳۶۔ ۱۰۰۳۷۔ ۱۰۰۳۸۔ ۱۰۰۳۹۔ ۱۰۰۴۰۔ ۱۰۰۴۱۔ ۱۰۰۴۲۔ ۱۰۰۴۳۔ ۱۰۰۴۴۔ ۱۰۰۴۵۔ ۱۰۰۴۶۔ ۱۰۰۴۷۔ ۱۰۰۴۸۔ ۱۰۰۴۹۔ ۱۰۰۵۰۔ ۱۰۰۵۱۔ ۱۰۰۵۲۔ ۱۰۰۵۳۔ ۱۰۰۵۴۔ ۱۰۰۵۵۔ ۱۰۰۵۶۔ ۱۰۰۵۷۔ ۱۰۰۵۸۔ ۱۰۰۵۹۔ ۱۰۰۶۰۔ ۱۰۰۶۱۔ ۱۰۰۶۲۔ ۱۰۰۶۳۔ ۱۰۰۶۴۔ ۱۰۰۶۵۔ ۱۰۰۶۶۔ ۱۰۰۶۷۔ ۱۰۰۶۸۔ ۱۰۰۶۹۔ ۱۰۰۷۰۔ ۱۰۰۷۱۔ ۱۰۰۷۲۔ ۱۰۰۷۳۔ ۱۰۰۷۴۔ ۱۰۰۷۵۔ ۱۰۰۷۶۔ ۱۰۰۷۷۔ ۱۰۰۷۸۔ ۱۰۰۷۹۔ ۱۰۰۸۰۔ ۱۰۰۸۱۔ ۱۰۰۸۲۔ ۱۰۰۸۳۔ ۱۰۰۸۴۔ ۱۰۰۸۵۔ ۱۰۰۸۶۔ ۱۰۰۸۷۔ ۱۰۰۸۸۔ ۱۰۰۸۹۔ ۱۰۰۹۰۔ ۱۰۰۹۱۔ ۱۰۰۹۲۔ ۱۰۰۹۳۔ ۱۰۰۹۴۔ ۱۰۰۹۵۔ ۱۰۰۹۶۔ ۱۰۰۹۷۔ ۱۰۰۹۸۔ ۱۰۰۹۹۔ ۱۰۱۰۰۔ ۱۰۱۰۱۔ ۱۰۱۰۲۔ ۱۰۱۰۳۔ ۱۰۱۰۴۔ ۱۰۱۰۵۔ ۱۰۱۰۶۔ ۱۰۱۰۷۔ ۱۰۱۰۸۔ ۱۰۱۰۹۔ ۱۰۱۱۰۔ ۱۰۱۱۱۔ ۱۰۱۱۲۔ ۱۰۱۱۳۔ ۱۰۱۱۴۔ ۱۰۱۱۵۔ ۱۰۱۱۶۔ ۱۰۱۱۷۔ ۱۰۱۱۸۔ ۱۰

کرنا چاہیں تو آپ کے ریش (Rates) جو ۲۰ روپے فی ایکر ہیں اسے ہوی (Heavy) ہیں کہ ۵ ایکڑ والا کاشتکار اپنے کھیت کیلئے (۱۲۰) روپے کمال سے ادا کرے؟ کاشتکاروں کی حالت کا کوئی اندازہ نہیں کیا گیا۔ صرف بڑی بڑی اسکیمیں سامنے رکھی جاتی ہیں اور چھوٹے کاشتکاروں کی بھلائی کیلئے بہت کم کام ہوتے ہیں۔

لیوی کے سلسلے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ لیوی کے لئے اساطم اور ایامے (अयाय) ہوا ہے کہ سائڈ کسی اور محکمہ میں نہ ہوا ہوگا۔ پر بھی اورنگ آباد اور دانا پڑ میں اساطم کے ساتھ لیوی وصول کی گئی کہ گروہوں اور تحصیلداروں نے کاشتکاروں سے یہ کہنا کہ اگر لیوی ادا نہیں کر سکتے تو اپنی بیوی بچوں کو بیچ کر لیوی ادا کرو۔ ایسے الفاظ استعمال کر کے لیوی وصول کی گئی۔ نظام گورنمنٹ حتم ہو کر دوسری گورنمنٹ آئے کا کیا یہی مقصد ہے کہ زراعت کے والے ایسے الفاظ میں؟ لیوی سسٹم (Levy System) کی حراہیوں کو دور کر کے کیلئے نئے نئے سسٹم یہاں رائج کئے گئے۔ لیکن کوئی صحیح اقدام حکومت کی جانب سے نہ ہوسکا۔ عرب کاشتکاروں پر ہی اسکا بار زیادہ پڑنا ہے۔ یہ سب تقاضے اسوقت موقوف ہیں اور ان حالات میں آپ ڈی کنٹرول (Decontrol) کر کے کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ اس لئے میں یہ کہہوں گا کہ جو طریقہ سی۔ پی اور درار میں ہے جہاں راشننگ ہیں وہی طریقہ یہاں استعمال کیا جائے۔ وی۔ پرائس شاہس (Fair Price Shops) قائم کئے جائیں۔ جیسے کہ سی۔ پی اور درار میں ہیں۔ وہاں کوئی لیوی سسٹم بھی نہیں ہے۔ آج جو لیوی وصول کرنے کا طریقہ آپ چلا رہے ہیں اسکو حتم کیا جائے۔ کیونکہ خود کاشتکار اسانا اناج بیچنے کیلئے بیارے جتنا کہ آپ راشننگ کے ذریعہ دیتے ہیں۔

چونکہ وقت حتم ہو گیا ہے اس لئے میں اپنی تقریر حتم کرتا ہوں۔

*شری گوپال شاستری دیو (مدھول) - اسپیکر مہودے۔ آج صبح سی نائیں عدائی مسائل کے متعلق کہی گئیں جو کہ واقعی قابل غور ہیں۔ لیکن انکے دو پہلو ہیں۔ اور اگر ان دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ آرہیل ممبرس اپنے اپنے وچار (विचार) کو اس طریقہ سے پیش کر رہی ہیں کہ وہ کرتے۔ سب سے پہلے میں عدائی احساس کے اضافہ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ دیہاتوں میں جا کر دیکھنے جو پیداوار ہوتی ہے اور گورنمنٹ نے جو اصول بنائے ہیں اسکے متعلق میرا اعتقاد ہے کہ یہ طریقہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے یہ پیداوار راشننگ میں لوگوں کو سپلائی (Supply) کی جائے اور اسی لئے لیوی بھی وصول کی جاتی ہے۔ جو قیمت اس لیوی کی دی جاتی ہے وہ ۲۴ روپے فی پلہ ہے اور پھر اسکو جمع کر کے حیدر آباد میں راشننگ ایریا (Rationing Area) میں واپس لے جاتے کیلئے اجراجات ہوتے ہیں۔ اسکی وجہ سے لیوی میں جو مشکلات ہوتی ہیں انکے متعلق وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی۔ میرے خیال میں کارپوریشن (Corporation) کی موجودگی کی وجہ سے ہی محنت کرنے والے کسانوں کو کچھ نہیں ملتا۔ کیونکہ ہمیں کارپوریشن کو فی پلہ ۲۴ روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اور جب ہم اسکو نکالنے کی کوشش کرتے

میں یا اسٹاف میں کمی کرنا چاہتے ہیں تو ایک طرف تو آنریبل اہوریش منسٹر
ہمشہ اسکی مخالفت کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنے آپ کو رعایا کا ہمدرد بتلا کر ”لیوی
نہ دو“ کے نعرے لگاتے ہیں۔ ہمیشہ ان لوگوں کی یہ تحریک رہتی ہے کہ گورنمنٹ کے
ہتے بہتر پلان کو بھی حتم کیا جائے۔

مسٹر اسپیکر - آپکا وقت ختم ہو رہا ہے۔

شری کو پال شاستری دیو - اسپیکر مہودے سے میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ
اہوریش کو حتم وقت دیا گیا ہمیں بھی اتنا ہی وقت دیا جائے۔

مسٹر اسپیکر - دو سٹ ناق ہیں۔ آپ اسوقت میں اپنی تقریر ختم کر لیجئے۔

شری کو پال شاستری دیو - لیوی سسٹم کے متعلق عرض کیا گیا کہ اس میں حوصبار
ہوئے ہیں وہ زیادہ ہیں۔ لیکن میں کہہوں گا کہ جدید لیوی سسٹم جو نافذ کیا گیا ہے وہ گریڈڈ
لیوی سسٹم (Graded Levy System) کے بحلاف نقصان دہ ہے۔ میں بیان آندھرا
پراؤشل کانگریس کمیٹی (Andhra Provincial Congress Committee) کی
حاسبے حوالیوں سسٹم بنایا گیا ہے اس کے متعلق یہ کہہوں گا کہ وہ دیکھنے میں تو
بہت اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن عملاً اس میں بہت دشواریاں ہیں۔ پھر بھی ہم نے اسکو
بیان ہی نافذ کرنے کے لئے گورنمنٹ کو مجبور کیا ہے۔ کیونکہ اس میں کرپشن
(Corruption) ہیں ہے اور یہ اسکیم کام چلانے کے لئے بہت ہی موزوں سمجھی
گئی ہے۔ اس لئے آج دیہاتوں میں جا کر دیکھنے کہ رعایا حوش ہے۔ اس طریقہ سے میں
بھی حوش ہوں اور ہاؤس کے سامنے یہ کہہا چاہتا ہوں کہ آج میرے پاس حتم علہ ہے
وہ سب میں گورنمنٹ کو بیچنے کے لئے تیار ہوں کیونکہ مجھے گورنمنٹ کو غلہ
بیچنے میں بازار سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

” زیادہ غلہ اکاؤ، ” ہم کے سلسلہ میں میں صرف پوائنٹس (Points) ہی
کہہ کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کیونکہ وقت ہیں ہے۔ ایک طرف حکومت کہتی ہے کہ
غلہ زیادہ اکاؤ لیکن یہ کام اندروں چوبیس گھنٹے تو نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری طرف
ہمیں اس کام میں بہت مشکلات ہوتی ہیں۔ ایک وقت میں اسے کہلے سے گھر کو غلہ
لارہا تھا۔ راستے میں اسسٹنٹ سیول ایڈمنسٹریٹر (Assistant Civil Administrator)
نے میری سٹی روک لی اور کہا کہ یہ بلاک مارکٹ (Black Market) کا غلہ ہے مجھے
بہت دیر تک ٹھہرایا۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ تو میرے کھیت کا غلہ ہے۔ اس قسم
کی مشکلات ہمیں ہوتی ہیں جنکو دور کرنا چاہئے۔ میں اس سے زیادہ کہہا نہیں چاہتا
کہ میرے سوشلسٹ بھائی کے کٹ موش میں اہلیت ہے۔

श्री. रामराव आबरावकर (गेवराई) :—अध्यक्ष महाराज कृपया मेवरांनी आपले विचार
या सभागृहा समोर मांडले आहेत. मीसुद्धा मराठवाड्यात लेव्हीच्या नावावर जे अन्याय होतात
त्या संबंधी माझे विचार सभागृहापुढे ठेवू शिळितो खरोखरी लेव्ही वसूलीच्या नावावर गेली कित्येक
वर्षे मराठवाड्यातील जनतेवर जे जुलूम होत आले त्या संबंधी जर चौकशी मंडळ नेमले तर असे

दिसून येथील की जनतेवर लेव्हीच्या नावाने सरकारी अधिकाऱ्याकडून बरेच जुलूम झाले, व त्यातल्या त्यात विशेषत गरीबाना जास्त त्रास झाला कित्येकदा बिल नसतानाहि गरीबाकडून जबरदस्तीने लेव्ही वसूल केली जाते लेव्ही वसूल करीत असताना हे पाहण्यात येत नाही की कायदा काय आहे व कायद्याचे पालन केले गेले किंवा नाही मला असे सागावयाचे आहे की पहिल्याने कायदा जर कोणी तोडत असतील तर हे गिरदावर लोकच मोडतात त्यांना

श्रीमती सहाजहा बेगम —आज येथे जे सागता याची पूर्वीच कल्पेत (Complaint) करावयास पाहिजे होती

श्री रामराव आवरगावकर —याचे विरुद्ध रिपोर्ट केला होता

श्री अण्णाजीराव गव्हाणे —अॅप्लिकेशनचे पुढकेचे पुढके पाठविलेले आहेत

श्री रामराव आवरगावकर —अशा तऱ्हेने अन्यायाने गरीब किसानाकडून धान्य घेतले जाते हे मी शेतकी-मंत्र्यांना सांगू अिच्छितो या गोष्टी कलेक्टर आणि डेप्युटी कलेक्टर यांच्या नजरेला आणल्या गेल्या आहेत पण त्याची चौकशी करण्यात आली नाही तसेच शेतकऱ्यांपासून जबरदस्तीने धान्य वसूल केले जाते, पण त्याचे पैसे मात्र दोन दोन महिने सरकारकडून मिळत नाहीत माजलगाव आणि अितर काही गावातील लोकाना तीन तीन महिने पैसे मिळाले नाहीत केव्हा केव्हा व्होटे बिल तयार करून त्यांना कमी पैसे दिले जातात मला असे सागावयाचे आहे की गरीब शेतकऱ्याकडून जबरदस्तीने लेव्ही घेतली जाते, पण ज्या सावकाराच्या घरी हजारो खडी धान्य निघालेले असते त्याच्यावर मात्र सरकार कोणचीही कारवाई करीत नाही ज्या रूपचढच्या येथे धान्य पकडून दिले गेले त्याला सरकारने काहीहि केले नाही अवेढेच नव्हे तर कित्येक लोकांचे धान्य वेदात सडले तरी देखील त्याचे विरुद्ध सरकारने काही केले नाही ज्यांच्याकडे हजारो खडी धान्य आहे त्यांना तुम्ही काही करीत नाही, आणि गरीब लोकांच्या घरातून मात्र त्याच्या अतुरडी फोडून लेव्हीच्या धान्याव्यतिरिक्त डाळी वगैरेहि घेण्यात येतात मला गिरदावरासबधी असे सागावयाचे आहे की सध्या मराठवाड्यात चीफमिनिस्टर श्री बी रामकृष्णराव यांचे राज्य नसून या गिरदावराचेच राज्य आहे—त्यांनी शेती वगैरे खरेदी केली आहे ज्या गिरदावराना पूर्वी शेट व पॅट मिळत नसे, ते आज घोड्याच्या टाग्यातून फिरतात

श्री अण्णाजीराव गव्हाणे .—त्यांनी मोठमोठे बगलेहि बाधले आहेत.

श्री रामराव आवरगावकर .—मी सरकारचे लक्ष विकडे वेधू अिच्छितो की हा प्रश्न अत्यंत महत्वाचा आहे हा अन्नधान्याचा प्रश्न जनतेच्या फायद्याच्या दृष्टीने जोपर्यंत हाताळण्यात येणार नाही तोपर्यंत काहीहि होणे शक्य नाही. म्हणून मला असे सागावयाचे आहे की जे मोठमोठे जमीनदार आहेत, त्याचे आणि ऑफिसर लोकांचे सहकार्य असते व ते कायदा मोडतात जे कायदा मोडणारे आहेत, जे कायदा पाळत नाहीत व जे अन्याय करतात, असे जमीनदार, सावकार, आणि अधिकारी, यांचे विरुद्ध सरकारने कायदेशीर अिलाज करावयाला पाहिजे अवेढे या सभागृहा-पुढे बोलून मी आपले भाषण पुरे करतो.

مسٹر اسپیکر - ۳ مسٹرس کے ڈیمانڈس (Demands) ہیں اور وقت سبک ہے ۔
اسٹے میں مجبور ہوں - کیونکہ اس حساب سے روزانہ ۳ مسٹرس اپنی ڈیمانڈس پیش کر سکتی ہیں ۔

شری لکشمی کوٹڈا - انوریشن بنچس (Opposition Benches) ٹوکاو وقت دیا گیا۔ لیکن ہمیں وقت نہیں مل رہا ہے۔ اسلئے ہمیں بھی زیادہ وقت دینا چاہئے۔

ممبر اسپیکر - انوریشن بنچس کی جانب سے کٹ موشنس (Cut-motions) پس ہوئے ہیں اسلئے انہیں وصاحت کے لئے زیادہ وقت چاہئے۔ (Now we adjourn)

The House then adjourned for Lunch till Four of the Clock.

The House re-assembled after Lunch at Four of the Clock

[Mr Speaker in the Chair]

Mr Speaker The hon Minister for Supply and Agriculture

Dr Chenna Reddy I have been carefully following and watching the criticisms of a number of hon Members on the Demands of the Agriculture and Supply Departments. In all fairness, I must admit that the Opposition was very fair to me and to the Departments I am dealing with and I would like to assure the House, at the very outset, that I would consider all the criticisms that have been levelled, as constructive criticisms and try to implement them as far as possible.

I am afraid, there are certain misunderstandings in the different speeches that have been made by the hon Members. I take this opportunity of placing the facts in more detail so that they can better understand and appreciate the position. When I was about to take up this portfolio, I knew fully well that this was not just a Supply portfolio nor a portfolio of levy, but a portfolio of discontentment and dissatisfaction—I knew all that.

Shri V D Deshpande : And a portfolio of corruption

Dr. Chenna Reddy Not so much as the hon. Member thinks because I am expressing what I felt at that time. I must make it very clear on the Floor of the House that for the last many years since the inception of this levy system, I had the proud privilege of being associated with the public life, moving with the people, going from village to village and understanding intimately the difficulties and hardships experienced by the people. It is really a fact that Hyderabad, probably just as some other States, has been experimenting and attempting different systems of levy; taking hints from various other States. Once it was called the 'Bombay Levy System', afterwards by some other name and now the present system with which Opposition Members are not satisfied. I would frankly associate myself with them in saying that this system is not perfect, just as

no system would be perfect. Supply and food problems are nothing like doctrines and principles which are laid down some centuries back either in mythology or in politics or economics or history. They are such living things that they have to be dealt with and understood tactfully and in the context of the circumstances prevailing. When this new system was introduced, in all fairness to the Supply Board that was present at that time and the then hon. Supply Minister who was trying to implement it, we must admit and realise that honest attempts were made to collect and gather all possible opinions and to evolve a system. I may also inform the House that this system as evolved at that time has undergone many many changes depending on the difficulties that were being presented from day-to-day in routine work and ultimately the present system has been modified to such an extent that the levy target which was placed over 4,00,000 tons in Hyderabad State has come down to 2,25,000 tons. I would also say that various factors, particularly relating to assessment of levy, based on land revenue, the existence of the hitherto jagir and sarf-e-khas areas and thus the exorbitant rates of land revenue were also taken into consideration for giving a great revision. Similar other adjustments and amendments have been made from time to time. As for the tenants and pattedars and different cultivators owning lands, there were various difficulties confronting the administration and as far as possible necessary amendments have been made and I would entreat this House to appreciate that much. Yet, I would join with them in saying that this system was not perfect.

There has been some constant and repeated reference to one particular point, *i.e.*, the exemption of the small cultivators. Apparently or even I would say, quite reasonably, it is a point that should be taken into consideration. It was taken into consideration when the Bombay system was there and now also when we are all progressing towards making or providing more relief measures to the poorer sections—to the small cultivators—certainly this point deserves more consideration. There is also another aspect of the problem that should be considered in this connection. It has been said that the exemption of small cultivators was a great relief and the small cultivators who were hitherto allowed a minimum amount of 25 to 27 maunds of foodgrains are today denied that much. In all realistic way, I would appeal to the House to take into consideration the fact that the small cultivators are not entirely deprived of their stocks and the very existence of graded system in the present levy system allows the small cultivators to pay as little as possible. Even then, from small cultivators having 25 or 27 maunds of foodgrains if nothing is taken by the Government as levy, procurement, etc., naturally the

cultivators will not have their full requirements. It is not, therefore, just this 25 or 27 maunds that is sufficient for these cultivators and to say that this exemption was necessary or helpful was not so much appreciated or felt by the cultivators themselves. Well, for political discussion and argument, I won't call it 'Agitation', but would only say that it does not sound well. Another aspect of it is that these small cultivators, when they were exempted, were taking up to cash crops and that is the reason which prompted the Government to take this decision. In any case, even today, the Government would not like to snatch anything and everything from the poor cultivators. One very relevant and pointed aspect of this problem was raised by one of the hon. Members from the Opposition Benches. I call it very much relevant because in the administration, we have not been taking this aspect. Besides the statutory rationed area and the informal rationed area, we are not taking any responsibility in other areas. Hence all the arguments on this aspect with that microscopic, logical derivations, I would submit, Sir, would not convince us much and it is a fact that the small cultivators were trying to take up to cash crops. The tendency has to be checked. Well, one of the hon. Members was either misinformed or said it intentionally that there are many Levy Committees and many Acts are formed in which the poor people are not represented and only the Jagirdars and Zamindars are represented. Neither are there Levy Committees as such nor are there any Acts formed and I do not think any Committee can form any Act even when there was no Assembly and hence the question of Acts does not arise. I must presume, in all fairness to the hon. Member, that probably he meant that certain procedure is adopted in collecting levy in the villages. I would like to assure that elimination of any particular element or group is not at all meant and there have been Levy Committees only in the sense that Patels, Patwaris and one or two people are associated to assist the administration in collecting the levy. I can understand the complaint raised regarding *Talafmal*. This point was once raised, if I remember correctly, during question-hour, when the hon. Chief Minister had given a detailed account to that particular aspect, probably relating to Sircilla. But even then, I am prepared to admit that there are certainly instances where undeserving people got this kind of concession. I do not deny all that, but that cannot be a point on which the Opposition or anyone else could simply argue out and say that this levy system as a whole is defective. It is a fact that the cultivators are asked to part with the grains they produce with all toil and labour and they have to go to certain places where it takes sometime to get cash payment. I can assure you that the Government—my predecessor in Office and since I have taken charge, myself—have been endeavouring to see that the payment is made as soon as possible,

if not immediately. There have been some difficulties and certain cases have been brought to my notice, and in all such cases I have tried to take the promptest action that was possible. I have asked the various non-official members and other people that have represented this matter to me to see, and even without representation I have also instructed the concerned Officers in my tours to see, that all the cartage in cases where the cultivators have to bring the levy from over and above 7 miles, must be paid even if the cultivators do not claim the same for want of knowledge and information. I can tell you, Sir, that in a number of cases I got reports, particularly after my tours, that the amounts have been paid to the cultivators and the Officers concerned have obtained receipts after the payments have been made.

There is one important aspect of the levy problem. I would not like to make any reference to the political aspect of that problem, because I have to really admit that this morning no political reference has been made, in all fairness to the opposition, nor would I like to refer to the position obtaining in the past few years when this has not been dealt with from a political point of view. One thing was that everytime all the political parties and the public workers were saying that they were not certainly feeling happy over this but still they were co-operating in the collections of levy. But there was one constant demand, namely that procurement prices should be increased. The Government of Hyderabad was also aware of it and conscious of it, and I can quote just some figures to show how the prices have been increased from time to time. In 1948-49 the White Jawar was Rs. 30 per palla, in 1949-50 it was increased to Rs. 31 per palla and in 1950-51 it was Rs. 31. Similarly, I have figures of all commodities, but I would not like to take much time of the House, but I submit that in this way, the Government of Hyderabad has been attempting to increase the prices. It was my good fortune that the first paper that I signed as Minister for Supply was regarding increase in the procurement price of the tabi paddy by Re. 1 per maund. It fell to my lot and I consider it my privilege that the demand we were having since so many years for enhancement in procurement price should have been met by us now. We are occupying our seats here not for any prestige, not for any glory, but for service to the people, and, as I said earlier, the first act that I could do was to increase the price of tabi paddy by Re. 1 per maund and it was up to the end of May. As things have happened in Hyderabad, particularly in the paddy growing area, it was not possible to complete the levy collections in May, and, therefore, we extended them up to the end of June. I should say that this factor besides various other factors have contributed to a satisfactory collection of levy

all over the State Even now I should say that the foodgrains, particularly paddy, are pouring in and we are entirely satisfied with the rate of the collections of the paddy Only yesterday, when I had been to Jangaon and Bhongir taluqas of the Nalgonda district, it was represented to me by all political parties, by all individuals and public workers that they were prepared to part with paddy as a substitute for Jawar if we could provide them with Jawar, to which I agreed and that would show how much paddy the cultivators are able to give either under procurement, or otherwise. I may also tell that in Jangaon and Bhongir, where I had been yesterday, the target had been completed, and we are still getting a little more than what we were expecting to collect Another aspect of this matter is that while the hon. Members lay much stress on the increase in the procurement prices, they say the issue prices must come down, which is inconsistent As an hon. Member has pointed out this morning, when you go to the districts and the villages the slogan is one of increase in the procurement prices, whereas the slogan when they come to urban areas is one of decrease of issue price I attribute no political move to this, but I would urge that there should be consistency in the demands, as otherwise, I do not think this Government or any other Government will be able to deal with all the problems that it is faced with

Some of the hon. Members have, probably without giving any second thought or being fair to the administration, made a number of complaints regarding the transport of foodgrains from all the districts to Hyderabad City and sending them again when they are needed to Aurangabad or some other district and thus incurring heavy transport charges. I submit that the Government of Hyderabad or any other Government scrutinises the transport programmes of all the grains with all the care and thoroughness that is possible. Even in Hyderabad we have very senior Officers about whom anything may be said in any other context, but as far as efficiency is concerned I should in all fairness admit that they are sufficiently capable, sufficiently careful and sufficiently efficient. They have been ably doing their duties In fact in Hyderabad and Secunderabad, there are not many godowns, while there are a number of godowns in different districts, and transport is so arranged that there are not much expenses unless they are inevitable.

Another point is, why does the Government of Hyderabad change from scheme to scheme from Bombay to Madras, Madras to Bombay and Hyderabad and so on and this and that. It is said that at the beginning of the year they appreciate the system and at the end they condemn the system. This is a democratic

living organization. The essence of a democratic living organization is appreciating and experiencing its difficulties in working. If there are certain difficulties it is for the Government to redress and make any amendments on representation. Well, Sir, I must be permitted here in this connection to submit, though I may not say with any definiteness or with any specific facts, that we are discussing about a system which probably our present state of affairs or the circumstances is making something like a century old affair. In the whole of India, the very outlook on the food situation is changing very rapidly and is changing from good to better, from satisfactory to more satisfactory, and I should say that the discussion on the old system will be looked upon by others as though we are discussing about some old battles of a few centuries back.

شری اے۔ راج ریڈی۔ میں خواہس کرنا ہوں کہ آرٹیکل ۱۰۰ کے تحت درج ذیل سے بولیں۔ لاؤڈ اسپیکر برڈیک لے لیا جائے تو اچھا ہے۔

Dr. Chenna Reddy Thank you very much.

I would not like that the House should dilate on this point which, as I said, is something historical or which is becoming, historical. During the next month, I may say, not with any particular or any fanatic belief or anything of that kind, which some people have gone to the extent of attributing to us, but with facts and figures before us and with the full consciousness and responsibilities of the food situation and to the people, it may be possible to completely change the system and make it as easy as probably any of the hon. Members from any of the Benches would not like to oppose or say any thing against this. In this connection, I would like to refer to a speech by one of the hon. Members, which, if you pardon me, Sir, I might call some thing like a speech made in October–November election campaign during which time it was probably to some extent justified, wherein it was complained bitterly about the difficulty in obtaining agricultural implements, such as iron and steel, that are necessary for agriculture. But I must submit that for the last three to four months this position has eased so much that to-day there is not a single place where it could fairly be said that the supply of these things has been very difficult or denied. In some cases, there were some transport difficulties, probably due to the motor-union strike, and some other factors must have caused some difficulties for sometime, but otherwise it should be admitted that the supply of these things has been so free and so easy that it is not only in the Headquarters through Tatas and other institutions that the supply was made available, but these things were carried from place to place and from village to village,

and I know personally that some hon Members of this House have taken lorry loads of things from village to village in their talukas, and the cultivators have expressed satisfaction regarding the supply of these things

Now, about State Trading System · I have at length attempted to put all the aspects of the food problem here, the procurement, storing and such other things. It is true that in Hyderabad we have a peculiar system. I call it peculiar with all sense of realisation and responsibility. We in Hyderabad have been procuring things governmentally and we have been investing our money. I do not say whether it is right or wrong particularly in these circumstances, but certainly there are different methods practised in different States where the trade channels have been taken into confidence and through them this procurement or collections have been made. In Madras we find that the rice-mill owners are entrusted with this work. In C P as one of the hon Members suggested, the normal trade channels are taken into confidence and this work is entrusted to them. I do not know how far the opposition benches would like this change-over to the private channels or something of that kind, but I can say at this stage that the Government of Hyderabad is considering about the possibilities of restoring the normal trade channels and gradually minimising the financial responsibilities and commitments of the Hyderabad Government. At present I can also inform the House that our Supply Secretary has been deputed to C. P. (Madhya Pradesh) to have a first hand information and study the different methods of procurement and the distribution of foodgrains obtaining there, particularly in Nagpur. So, during the next few weeks or so, I might say that we might effect certain changes and thus make our system run more smoothly and be more helpful.

One of the hon. Members was pleased to comment that the Supply Department is a Department of corruption. As I said previously, I leave that point to him alone. Certainly we admit today that not only in Supply Department but in all other Departments matters have improved very rapidly and for the last few years—one or two years and a few months—the Government of Hyderabad has been aiming at it and I should say they have achieved a remarkable improvement in all these directions. I know it would not satisfy every one, and probably sometimes some accidents or incidents or some developments may not be very well relished even by the Members on the Treasury Benches, but that is not the way to judge things. There is a state of affairs and that has to be improved and it should be judged from this aspect whether we are really going in the right direction and whether

we are taking the right steps. It is in this way that things are to be judged and in this way that results are to be expected. Probably some steps amounting to totalitarian way would have certainly achieved better results more rapidly, but in a democracy, as we are, where I believe the memorandum is submitted to political parties, who, as one of the hon. Members this morning suggested, is considered to be a better Doctor—I wish him to be a better Doctor and he has my best wishes for the same—it is different. But still when things are going like that, probably it cannot be definitely allowed in a totalitarian way or anything of that kind, we cannot expect a rapid change or rapid improvement. However, the Supply Department, because of the emergent situation and the peculiar nature of the situation, has been confronted with complicated problems, and naturally some of the black-sheep both in the society and elsewhere have been taking advantage of this. It has been our endeavour to check this state of affairs. When we talk of the re-organization of the Department, as the other day during question-hour one of the hon. Ministers suggested, the next day these people will come and protest against the retrenchment, and when we talk of re-organization, retrenchment is demanded, and again when retrenchment is done replacement is demanded. I do not say it should not be done. There are different aspects and we consider all such aspects. It is from that point of view that we are tackling re-organization of the Supply Department and assurances have been given to the departmental staff from time to time for the last six months or so that this problem was under the consideration of the Government and all such people who are retrenched will be absorbed as far as possible in different departments. I wish to say that hitherto whatever steps have been taken they were taken with this point in view, and we have been able to settle them in different departments.

About the Textile position, I am glad that it has been admitted that it is more satisfactory. I might simply inform the House that there are about Rs. 4 crores worth of stocks both with the wholesale dealers and retailers, and with factories and mills. The issuing of licences to various places has been very easy and there has been no complaint in this connection. About yarn also the position is very easy, and today the weavers do not find it so difficult. But, certainly, as the question was raised this morning, the difficulty is regarding the disposal of the products. Disposal of the products, the employment of the weavers, these are all the aspects that the Government is certainly considering and the Cottage Industries Department is giving its serious consideration to this aspect. The All Hyderabad Weavers' Co-operative Association, which has been doing very

good work in spite of odd circumstances and difficulties prevailing all over the State is also trying to evolve all kinds of possibilities and in co-operation with the Government is trying to meet the demands and the necessities of the weavers in the different districts. Even today, there is a keen competition between the co-operatives and the individual yarn dealers and the Government, as everybody knows very clearly, has been from time to time supporting the co-operative movement and encouraging it and giving all the quota for distribution of yarn through these co-operative associations.

One hon. Member this morning wanted to know the textile policy of the Government. I should say that the textile policy is the main concern of the Government of India, but yet I would certainly like to inform the House that we have made the position clear and easy that it is decontrolled up to the extent of 80 per cent. When slump was felt everywhere and when there was dumping of stock, the Government of India decided to give permission for some export to different mills and a small quantity was allowed to be exported. Till August we have allowed this and the Government of India intends to watch the situation and take such other further steps that may become necessary.

Now, Sir, I have to say about the Department of Agriculture. So much has been said about this Department by the hon. Members and I was really very happy. I am glad the hon. Members have taken so much interest, in fact, my complaint has been that the hon. Members were not taking as much interest as they were taking regarding Police and other Problems and that they would never think of the Agricultural Department. I cannot understand, Sir, how these representatives of the people (excluding, of course, the Treasury Benches, if I may say so) who are talking of Police and Police alone, say they are the representatives of the people, when they do not convey the message and the methods of the Agricultural Department. Yet, they complain that the very presence of the Agriculture Department is not felt by the people. Certainly, it is not felt by the people and the entire fault lies with us. Since 1920 we were placed in such circumstances that we knew only of arrests and releases, agitations—political and otherwise, we were only knowing who the D. S. P. was, who the Inspector of Police was and who the District Collector was, and so on but never did or could we think who exactly the Agricultural Assistant was—whether he existed at all, whether there was any office and whether there was any officer. Thus the officials of the Agricultural Department were reduced to an unfortunate position. But for the last 2 or 3 years

Since Independence, I should say the Agricultural Department and its officials have certainly realised their importance, their position and the part they have to play in the development of a country like India. Today, it is for the hon. Members, the representatives of the People, to take up this matter in all its seriousness, talk less of the Police, less of the District Magistrates and more about the Agricultural officers and the activities of the Department and I can assure you that then only the Department can have a bright future whatever be the motives or mentalities of the officers, and there will be a tremendous change which will help us to play an important role in the building up of the nation and the country as a whole.

One hon. Member has even gone to the extent of saying that this Department was asleep and I could somehow manage to get the eyes opened. There are some cases where people refuse to open their eyes and it becomes very difficult. The compliment that was paid to me that I have managed to get the eyes opened is an important one and I am confident once the eyes are opened things will move more rapidly.

Various complaints regarding distribution of seeds and manure by the department have been made. I should say on the Floor of the House that there are some difficulties in the Agricultural Department and very frankly I put them before the House. The Agricultural Department has been manned only by technical officials but now, for the time being, they are engaged in the management of godowns, in the distribution of seeds, in weighing seeds and in weighing also the fertiliser mixture, etc. The Agricultural assistants do not get enough time or occasion to give the technical advice that is absolutely necessary. They are not properly manned with administrative staff. I realise and raise this point that the Agricultural Department is spending very little. If the Opposition could have raised that I would have greatly appreciated. The Government of Hyderabad feels very anxious to increase the Budget of the Agricultural Department. In the other States, it is much more in proportion than what we have been spending in Hyderabad. Here, too, we could have done that. There are many technical assistants and agricultural officers with very few, and, in some cases with no, administrative or clerical hands—first-grade and second-grade clerks who could have done this work of distribution and management of godowns, etc. The trade channels could have taken the distribution and the propagation of manures in Hyderabad from district to district. From time to time we have been attempting to use this normal trade channels even on a co-operative basis but as yet we were not getting satisfactory

results When, in that way, we can improve the Agricultural Department, by increasing staff, etc., certainly the technical assistants will be in a better position to do more of the technical job

Complaints about the damage caused by wild animals have been made and discussed on the Floor of the House even during the question-hour It was stated that the Government of Hyderabad has been doing something The amount of Rs 600 which the House has been pleased to sanction to the hon the Chief Minister would not be enough Something more is required The Agricultural Department has a scheme of allotting Rs 1,000 to each district to take various measures of arranging shikari parties, giving them guns more freely and all such methods, to meet this menace This is certainly a menace and has to be dealt with, as the damage done to crops is certainly in some cases—probably in Sultanabad also—very considerable I hope we will be able to do some satisfactory work in this connection

Various other points have been referred to about minor irrigation and priority of bunding and other things I cannot possibly discuss within the short time before me as I have to complete my speech within one hour and I cannot discuss every point raised in greater detail I would like to tell something about the minor irrigation works The Hyderabad Government is fully aware and conscious of the necessity of repairing the minor irrigation works Every year, there has been considerable damage and the cultivators feel so much that their irrigation channels and sources are disturbed and they feel so much worried and restless and would like to have every drop of water being used for cultivation The Government of Hyderabad is fully aware of this feeling This year, it has taken up 2,800 tanks with an estimated cost of 2 crores 17 lakhs of rupees This amount, in the present circumstances, is huge It is possible that, besides 25 lakhs that was allowed in this Budget, we could get some grants of loans from the Government of India which has promised to help us in this direction when the works are taken up. Already 35 lakhs have been given and the works have been started The P W D has effected repairs to many tanks during the summer The discussion about the minor irrigation and major projects is merely academic in my opinion In public meetings, in mass meetings, it can be said we are wasting on Tungabhadra Project and we are not caring for minor irrigation works, but in a place like this, I should consider it unfortunate that major projects and their importance should not be properly appreciated. In all fairness to the Government the members of Opposition

should view the problem with all regard and consideration. In spite of financial and other difficulties, it should be a matter of satisfaction for all members of the House that the Government has been able to provide huge amounts for different projects, the results of which, it is true, cannot be felt at the moment, but can be felt at the end of few years. In a growing country like India, it is not possible for us to watch and think in terms of today and tomorrow only and judge the results which we are going to achieve in an abundant measure in the years to come. I, therefore, Sir, once again appeal to the hon Members of the House to look upon the major projects with all seriousness and importance that they deserve. I am sorry, Sir, to say that a reference to the Research Farm has been made - if you excuse me, I should say, in a crude way. During the first Session of our Assembly on my invitation most of the hon Members came and inspected the Research Farms. I thought they would complain that the Research Farms are not complete, they are not equipped properly and that more funds should be made available. Unfortunately, today, the Research Farms are ridiculed even though in developing the country scientific research is the basis and the fundamental thing. As regards villages, I can understand that it is not possible for us to take this message of improved agriculture and research methods. It is also true that most of the cultivators do not know. It is equally true that some of the cultivators do not know the existence of the Agriculture Department, as such. But, may I ask, whether this is the way that we should approach this problem? Should we not take up the matter in all sincerity? Our revered leader, Pandit Jawaharlal Nehru, is taking up the question of various laboratories and scientific researches in different parts with huge expenditure. Certainly, scientific experiments do not show immediate results, but we cannot be so materialistic. Unfortunately, as we are placed, we may not be able to appreciate things. I invite the hon Members to visit even the worst managed agricultural farms in Hyderabad which I am sure, will give some inspiration for improved methods. There are many chances of improving the yield—the quality and the quantity and every thing else—if each cultivator adopts certain methods. I must say, Sir, in all fairness to the House and particularly the Agriculture Department, that it was with this intention that I managed this time to distribute a book-let on GROW MORE FOOD CAMPAIGN to all the hon Members. I know that the GROW MORE FOOD plan is so enchantic that everybody would like to criticise it. I remember even now how the signboards in English were referred to last time, but I was very happy over it. I will be happy to note any criticism made in that way. In the book-let which was distributed, all kinds of figures

and statistics were given by my Department so that the hon Members may study the whole thing instead of quoting one or two figures—the jumbling of figures as they call it and try to arrive at conclusions. Pardon me, Sir, if I would like to know how many of the hon. Members have read the booklet fully and then offered their comments this morning. There are also so many things there—figures pertaining to bringing more acreage under cultivation and the yields from year to year, scientific and natural resources, rainfall, etc.—which have to be taken into consideration. At this stage I would submit that an increase of 1,37,000 tons of foodgrains was recorded last year in the State. With all responsibility, I am submitting this figure and I would request the hon Members to study once again the booklet, verify them and then offer their comments on any other occasion when they can do it.

There are certain criticisms about the taccavis for oil engines and the taccavis for wells and as I said at the very outset, I will take them into consideration and see how far we can implement them. Regarding wells, it has been brought to my notice that in some cases the amount given to them was not properly made use of and there were certain difficulties. Distribution of oil engines and seeds was also not quite satisfactory, but, not in the sense, in which it was expressed this morning. As a matter of fact, the distribution of oil engines or anything of that kind is done on a loan basis and this is entirely to induce and encourage people to take up to this. The result of this should not be judged in any case by the number of engines distributed in the districts, it may be 40 or 50 but it should be judged from the fact, how many more engines have been bought by the people. Now many people have taken up to those things. In this connection, I would submit, Sir, that in Hyderabad when we started this Grow More Food Scheme and the Taccavi loans, it was a problem for the Department of Agriculture to find out the stockists for different engines and today the position has entirely changed. The stockists and dealers are struggling amongst themselves to supply best engines. That is enough. We have created sufficient interest and encouragement and incentive among the people to take up to these methods. If things are judged in that way, I should say, the GROW MORE FOOD SCHEME and the Taccavi system have been amply successful—

Now, Sir, I will come back to controls and decontrols. In fact, I look upon these controls and decontrols and the Agriculture Department as one subject in the sense that instead of all of us discussing the merits and demerits of the levy system and controls and decontrols, if we are able to increase our production

even by 25 %, I should say, we are going to solve the food problem in Hyderabad entirely. We are not deficit in pulses, but, on the other hand, we are surplus in pulses. We are not deficit in millets, we are definitely deficit in rice. The Government of Hyderabad has been encouraging the cultivators and by facts and figures I can tell that we have been endeavouring to increase the production by distributing improved variety of seeds, such as H R. 19, H R. 39 and H R. 33. Some of the hon. Members must have heard the results. In Nizamabad, last year, as a result of the competition, 7,776 pounds have been yielded in one acre. The normal average is from 1,200 to 1,400 pounds per acre. In Nalgonda and Bhongir taluks, Bibinagar village and in Karimnagar district also over 5,000 pounds yields have been recorded.

As I have submitted earlier, in non-rationed areas, the Government has not been taking the full responsibility of the supplies of foodgrains. We have been looking at it. The one thing is increase of food production and the other thing is how to make available foodgrains in those areas. Some of the hon. Members, I think one hon. Member, suggested that if the Treasury Benches go to the villages they can understand the feeling against levy. All the members of the Treasury Benches have occupied the Treasury Benches only by virtue of their going into villages, by learning from people in the villages and by having intimate knowledge of the conditions and problems of the villagers (*Cheers*). The Government is fully aware of the feeling against the levy system. The Government is also fully aware of the hardships that cultivators are experiencing by the controls and restriction over movements, etc. For an hon. Member—if I am allowed to say—‘a sober hon. Member’ to say that it all requires guts to decontrol and that the Government of Hyderabad has no guts to decontrol, is not fair, and as he has later in his sermon referred to, the Bengal Famine and all such things should not be considered in terms of guts, emotions and challenges. We have not been doing that. If it is only a question of guts, when the time comes, when situation arises, when occasion demands the Government of Hyderabad, I would assert, would not be lagging to show its guts (*Loud Cheers*). The food problem, we have not considered in that light. We are considering the issue in a realistic manner. We have certain areas where we have to continue—not because of certain people’s demands but even from other considerations as well—the guarantee of supply of foodgrains but yet we intend to take certain steps which can give clear indications. I can only say at this stage how we have considered this aspect. Before that I would only ask the hon. Members who have something to say about it to make up their minds either in favour of or against controls. It is

for them to make up their minds and speak out. We as Government do not indulge in discussions, ideologies, principles and theories. We, with all the responsibility that lies on our shoulders, have to take stock of the entire situation, consult our stocks and arrive at decisions and it is not for us to say that we believe in controls or we believe in decontrols. Some hon. Members have again complained that we have spent for this and for that. Well, I can only leave these for them and I for one cannot indulge in those remarks and in that way. Nor would I discourage them to do so but I would only appeal to them to consider the issue in all its bearings and I assure that the Government of Hyderabad is dealing with the food problem in that way only. Our path is very clear. We have decontrolled maize, we have derationed sugar, we have also derationed minor millets, and above all, we have decided to lift the bans on inter-village movement within a district. We have also a number of other measures in view which it is not possible for me at this stage to disclose because there is nothing definite about them and we are still considering them. It is enough to indicate in which direction we are moving. If certain people or political parties find it difficult to understand, or read between the lines, or take it in the way that I wish them to, and therefore complain, then I am sorry I could only say that they do not care to understand or that they would not understand things in the correct perspective. We have enough stocks of maize; we wanted to release them and make them available freely in the market and we therefore decontrolled it.

In the above context, I would request the hon. Member, who complained that the Food Minister in one of his press conferences said this or that, to read once again and understand that it was only an inference of the press. I can also quote the date of the press conference which was reported. I emphasise, Sir, that it was merely an inference of the press that the Hyderabad Food Minister intended to decontrol within three months. It is on account of this that the Hyderabad Socialist Party decided to postpone the satyagraha by one day and then put the whole blame on me of (لوگوں کے جذبات سے کھلنا). "I am sorry, Sir, that this was not fair for any person or political party worth the name to say things like that. When they do not understand things, they must know and realise their limitations.

Issue prices—I think this is the last point. The question of issue prices has been agitating the minds of the people of Hyderabad and Secunderabad cities. This morning one hon. Member threatened us that this agitation will spread from district to district—if I may repeat his word, "nook and corner of the State". I wish them all success if they can spread that, but I

must warn them that they are treading on a wrong path and on grounds ill-conceived and unfounded. In fact, when the subsidy from the Government of India was stopped, the Government of Hyderabad did not hurry up to take any decision. Otherwise it should have been done towards the end of April or in May.—I should say in the second week of April, we should have increased the prices as Delhi and Bombay have done and some other States followed suit. But the Government of Hyderabad considered it, and our giving time was misconstrued and all kinds of things have been attributed to the Government of Hyderabad. I submit that the Government of Hyderabad was anxious to do all that was possible and, make the increase as little as it could be.

I would now submit another aspect on which the Socialist satyagraha is said to have been based. After my press interview in which I made a reference to the representations made by the cheap grain shops people, when I visited the cheap grain shops, the people represented to me about the compulsory lifting of wheat. I am sorry to say that the hon. Member, who comes from Armoor, has probably no experience of rationing in Hyderabad and Secunderabad, neither has he any experience of ration shops at all. Probably he is a landlord or he is a cultivator, and gets all his rice and other things. I must congratulate him for not knowing all these things. I wish he could have made some other hon. Member, who comes from Hyderabad or Secunderabad to make the speech, who could have understood things better. In fact we have of late made the lifting of wheat compulsory in view of the stocks of jawar and rice. We said 'if you lift two chataks of rice and two chataks jawar, which we have increased from one to two chataks, at least one chatak of wheat should be lifted.' That was our condition. It was represented to me that in the cheap grain shops this should not be done. We considered the matter and we immediately waived that condition in respect of cheap grain shops. That point was made clear in the press conference. My hon. friends of the Socialist Party—I do not know whether as usual or for political reasons could not appreciate the situation and the implications, and instead of consulting me, they jumped to a conclusion and said that because of the assurance of the Food Minister they were postponing the satyagraha. Next day I received a letter from the Socialist Party and with your permission, Sir, I shall read it here. This letter is dated 15th June, 1952, and was written by the Secretary of the Socialist Party (Hyderabad City).

"Dear Sir,

This is to draw your attention to the statement you have made in the press conference on 13th June, 1952 wherein you have said

that the compulsory provision to lift wheat in the ration shops is abolished. Does this statement mean that a ration card holder is entitled to forego wheat if he chooses or he would be given jawar instead of the wheat quantum? The Action Committee which met on 14th instant and which decided on the postponement of the Satyagraha campaign held the view that the ration card holder would be entitled to draw jawar instead of wheat in the proportion of two chataks of rice and four chataks of jawar at all ration shops.

You also dilated on the issue of decontrol. Do you also have any concrete proposals for the same, except that you cherish hopes? If you have any plan, may I request you to clarify the same.

May I request you to attend to this immediately so as to enable me to have a clear picture of the same?"

Naturally, I could not immediately send a reply to them that very day as my Office was closed. Next day I wanted to send it. Early in the morning next day there was a telephone call in which they said they wanted to discuss with me regarding the matter, and at 5 p.m. they came to me. They were anxious to understand the position and I explained to them the whole matter. Still, as they wanted it in writing, I wrote the following letter.

"Dear friend,

With reference to your letter dated 15th June, 1952, as I had explained to you in the interview held on 16th June, at 5 p.m. I might state that after waiving the compulsory lifting of wheat the question of providing the substitutes in some form of a millet is under consideration and after consulting the stock and examining the other details this shall be finalised.

As for the decontrol we discussed it at length. Measures like decontrol of millets and lifting the ban on inter-village movement in the districts, etc., should give an indication. As I had expressed in the interview I will certainly examine the whole situation before any final decision is taken."

There was no question of my dilating on decontrol, because no Government worth the name could indulge in ideologies. And in spite of my explaining all this, they still insisted on offering Satyagraha. After waiving the compulsory lifting of wheat in the cheap grain shops, I was consulting my stocks, and within three days I decided to give minor millets in the place of wheat and that they need not take wheat, not only in cheap grain shops

but also in fair price shops in the districts. To give a clear picture to the House, I might add that there are three kinds of shops—cheap grain shops—about 25 in Hyderabad and Secunderabad, fair price shops in the districts, and ordinary ration shops—about 575 or so. So, we had decided about the cheap grain shops and the fair price shops, and the third, *viz.*, the ration shops is under the consideration of the Government, for which purpose I am collecting all the details of the stocks in different places, and I hope it will be possible for the Government to waive the compulsory lifting of wheat even in other rationing shops numbering about 575.

About prices, I submit the following for the information of the House. The old rate for $3\frac{3}{4}$ seers of coarse rice per month per individual was Re 1-10-11 and the present rate is Re 1-12-9, which shows an increase of Re 0-1-10 per month. For jawar we have not at all increased the price. This is very clear. We have increased the quota of jawar from one to two chataks and we have waived the compulsory lifting of wheat. Thus, if there is any increase in prices it is only to the extent of Re 0-1-10 per month per individual. Should this not be considered reasonable and fair and that the Government has done its best? And after this I do not know how the people of Hyderabad would welcome or support the Satyagraha movement sponsored by a political party. I would not blame them for that, they are part and parcel of an All-India Party. In Bombay the rates have been increased, and the Socialist Party has been offering Satyagraha. The Government of India gave some concession, but even the reduced rates there are much higher than the rates prevailing in Hyderabad, and therefore the Socialist Party of Hyderabad must be finding it very difficult to justify these things, and probably as a disciplined party it must be conducting the Satyagraha. This is not, however, my subject. As far as the food position is concerned, I have given figures. As far as Satyagraha is concerned, it is for the people to judge. I have been placing the details from time to time before the public. In this connection I may mention here, Sir, with your permission, that a number of deputations waited on me on more than one occasion and also the Chief Minister. Some hon. Members have issued statements in the Press that the Government of Hyderabad is using this occasion to make some profits out of the food situation. I submit that it was not just the food subsidy that was stopped by the Government of India and besides some other figures and facts also were published in the Press. In spite of that some hon. Members came to me and said that these things did not appear in the press, as otherwise they would have not raised so much of protest while in fact these things were given out to the Press.

many times. The other factors have been explained by the hon. the Finance Minister in his Budget speech. There are other factors—increase in shipment charges, increase of prices in different countries, increase of pool prices, increase of procurement price in Hyderabad, etc. All these factors have to be taken into consideration. In view of what has been stated above, I appeal to the House, and through the House to the people of Hyderabad to understand and appreciate the way in which we have been dealing with the problem.

I thank you for the lengthy time that you have given me and I must only say before I resume my seat that it may be possible for the Government of Hyderabad to make a number of changes in the food situation—levy collections, informal rationing in the eight places in the Hyderabad State, and in some of the statutory rationed areas in the surplus districts like Warangal and Khammam, etc. All these aspects are under our consideration. Government are also considering whether to avail themselves of the normal business and trade channels, making it possible to adopt certain easy methods of levy which are prevalent in C P and other places.

In the end I must express my deep gratitude. In this connection I would only recall the words of our revered leader Shri C. Rajagopalachari that we should develop agriculture and character together. It is with this that the country or the nation can develop. If we can develop character, we will not find so many charges and counter-charges,—nor so many difficulties. It is only in the interests of the people that we are sitting here. I am sure that with the development of agriculture and character, Hyderabad has a great and bright future.

(Loud Cheers from Treasury Benches)

Shri V.D. Deshpande : Will the hon. Minister for Food and Supply explain regarding the provision of Rs 31 lakhs for staff in the Grow More Food Schemes.

Dr. Chenna Reddy : Sir, I have seen your eyes constantly watching the time and I did not want to be pulled up by you that the time was up.

The hon. Member this morning said that some proportion should be fixed up as to how much we should spend on establishment and all other things. In fact, the Grow More Food scheme is a departmental affair of agricultural experts, and in Hyderabad, unfortunately and for obvious reasons, this has

been neglected It is something like (آمار قدیمه) and nothing else. Therefore, we do not have enough of staff. Even after we had diverted most of our funds to establishment in different places, today in most of the taluka headquarters we do not have enough staff Therefore, from the Grow More Food Scheme we had taken some of the funds and appointed the Agricultural Assistants and staff, so that the different schemes that we are taking up may be implemented in a proper way and with effective results.

Mr Speaker · I shall now put the Cut-motions to vote

DEMAND NO. 29—SUPPLY DEPARTMENT.

Shri B Krishmah · I beg leave of the House to withdraw my Cut-motion to Demand No. 29.

The Cut-motion was, by leave of the House, withdrawn.

Shri B D Deshmukh : I beg leave of the House to withdraw my Cut-motion to Demand No. 29.

The Cut-motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 49—AGRICULTURE.

Shri K Ramachandra Reddy · I beg leave of the House to withdraw my Cut-motion to Demand No. 49.

The Cut-motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 57—TEXTILE COMMISSIONER.

Shri V D Deshpande : I beg leave of the House to withdraw my Cut-motion to demand No. 57.

The Cut-motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 61—FOOD SUBSIDY.

Shri K. Anantha Reddy : Mr. Speaker, Sir, I want my Cut-motion to be put to vote.

Mr. Speaker : The Question is:

“That the Demand under the Head ‘Food Subsidy’ be reduced by Rupee 1.”

The Motion was negatived.

Shri V. D. Deshpande : Mr. Speaker, Sir, I request that my Cut-motion be put to vote.

Mr. Speaker The Question is

"That the Demand under the Head 'Food Subsidy' be reduced by Rupee 1"

The Motion was negatived.

Shri V D Deshpande I demand a division

The Assembly divided

'Ayes' 43 'Noes' 78

The Motion was negatived.

DEMAND N. 96—CAPITAL OUTLAY ON STATE SCHEME OF STATE TRADING

Shri A. Raj Reddy I beg leave of the House to withdraw my Cut-motion to Demand No 96.

The Cut-motion was, by leave of the House, withdrawn.

Shri B. Krishnarajah I beg leave of the House to withdraw my Cut-motion to Demand No. 96

The Cut-motion was, by leave of the House, withdrawn

Mr Speaker I think, it will be better to put all the Demands to vote at one and the same time.

Shri V.D. Deshpande Except Demand No 61, the rest may be put to vote together.

Mr Speaker The Question is

"That a sum not exceeding Rs 15,00,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March 1953, in respect of Demand No. 61."

The Motion was adopted

I shall now put the other Demands to vote. The Question is :

"That a sum not exceeding Rs 10,11,09,475 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March 1953, in respect of Demands Nos. 29, 49, 57 and 96."

The Motion was adopted.

Mr Speaker We shall now proceed with the Demands of the Minister for Public Health, Medical and Education

DEMAND NO 20—MEDICAL DEPARTMENT

The Minister for Public Health, Medical and Education (Shri Phoolchand Gandhu) Mr Speaker, Sir, I beg to move

“ That a sum not exceeding Rs. 1,07,300 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1953 in respect of Demand No 20 The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ”

DEMAND NO. 28—EDUCATION DEPARTMENT

Mr Speaker Sir, I beg to move

“ That a sum not exceeding Rs 2,03,900 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1953 in respect of Demand No 28 The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ”

DEMAND NO. 44—ARCHÆOLOGICAL DEPARTMENT

Mr. Speaker Sir, I beg to move

“ That a sum not exceeding Rs 5,00,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1953 in respect of Demand No 44. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 45—EDUCATION DEPARTMENT

Mr Speaker Sir, I beg to move

“ That a sum not exceeding Rs. 3,78,98,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1953 in respect of Demand No. 45 The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 46—MEDICAL DEPARTMENT

Mr. Speaker Sir, I beg to move

“ That a sum not exceeding Rs. 90,05,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come

in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1953 in respect of Demand No 46 The Demand has the recommendation of the Rajpramukh "

DEMAND NO 47—PUBLIC HEALTH

Mr Speaker Sir, I beg to move

"That a sum not exceeding Rs. 28,91,450 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1953 in respect of Demand No 47 The Demand has the recommendation of the Rajpramukh "

DEMAND NO. 66—RESIDENCY GARDEN

Mr. Speaker Sir, I beg to move

"That a sum not exceeding Rs 27,750 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March 1953 in respect of Demand No. 66 The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr Speaker motions for Demands Nos. 20, 28, 44, 45, 46, 47 and 66, the aggregate total being Rs 5,06,33,400 moved.

Now, I shall take up Cut-motions

DEMAND NO. 28—EDUCATION DEPARTMENT

(Shri Syed Akhtar Hussain the Mover of the Cut-motion on the List was not present in the House).

DEMAND NO. 45—EDUCATION

Shri K. V. Narayan Reddy (Rajgopal pet) Mr Speaker, Sir, I beg to move:

"That the Demand under the Head ' Education ' be reduced by Rs. 100 —to discuss measures to be adopted by the Government to liquidate illiteracy and speed up literacy campaign throughout the State "

Mr. Speaker . Motion moved

" That the Demand under the Head ' Education ' be reduced by Rs 100 —to discuss measures to be adopted by the Government to liquidate illiteracy and speed up literacy campaign throughout the State,"

Shri K V Narayan Reddy Mr Speaker, Sir, I beg to move

“That the Demand under the Head ‘Education’ be reduced by Rs 100 —to urge upon the Government to raise the Government Intermediate colleges at Aurangabad, Gulbarga and Walajgaon to the status of First Grade Colleges making provision for teaching in both Arts as well as in Science subjects”

Mr Speaker Who establishes colleges University or the Government?

Shri Phoolchand Gandhi The Government has no authority over the colleges. The University is an autonomous body, but as the grant of Rs 60,00,000 to the University is included in this Demand, the hon Member might have brought in the Cut-motion. Really speaking, the Cut-motion will have no value in view of the fact that the Education Minister who represents the Government will not be in a position to say how that amount is spent

Shri K V Narayan Reddy Because there is a provision of nearly 60 lakhs, we have got every right to move such Cut motions as regards colleges and Universities

Mr Speaker The point is this Suppose the Cut-motion is moved and also passed by the House I want to know whether the hon Minister or the Government will be in a position to start colleges, as suggested in this Cut-motion. I think that the hon Member had some connection with the University for some time and he will take that also into consideration

Shri K V. Narayan Reddy : I want to discuss and impress upon the Government the need to open some more colleges in districts

Shri Phoolchand Gandhi But the Government is not in a position to establish or to abolish any of the colleges under the Charter.

Mr. Speaker : Probably, the hon. Member is aware that the University is an autonomous body and, therefore, it is the function of the University to start colleges.

Shri K V. Narayan Reddy : But the only point is this : This is public money, this is provided by the public and this is a public budget and so I can discuss.

Shri Phoolchand Gandhi : It can better be discussed on a platform and not in this House.

Mr. Speaker : Any how, I can't allow this Cut-motion.

Shri Srinivas Rao Regarding teachers, lecturers, and professors

Shri Phoolchand Gandhi Functioning of the teachers in schools

Mr Speaker I do not understand the mal-administration of teachers

Shri Srinivas Rao As well as of the staff, superintendents, the clerical staff etc

Mr Speaker Does the hon Member mean the officers in the school, teachers, Headmasters, etc Of course, the grievance, as I understand, is about the mal-administration of the Staff

Shri Srinivas Rao Yes

Mr Speaker Motion moved

“That the Demand under the Head “Education” be reduced by Re 1 to discuss the removal of mal-administration in the educational staff”

Shri V D Deshpande I have got a Cut-motion to be moved under the same Demand—Demand No 28

Mr. Speaker We shall take up that Demand later We are now dealing with Cut-motions pertaining to Demand No 45 Of course, the hon. Member has got another Cut-motion also regarding the adoption of regional languages as medium of instruction But we shall take up the Cut-motions in the order in which they are arranged in the lists before us.

DEMAND No. 46.—MEDICAL

Shri Limbaji Muktaji (Manjlegaon) Mr Speaker, Sir, I beg to move

“That the demand under the head “Medical” be reduced by Re. 1. to discuss medical policy ”

Mr. Speaker : Any specific grievance ?

Shri Limbaji Muktagi On every point (Laughter)

Shri Phoolchand Gandhi Mixing water with mixtures !

Shri Limbaji Muktagi Yes, even on that point also

(Loud Laughter)

Mr Speaker But the hon Member must have a particular grievance I read out the other day the relevant rule. These are token Cut-motions and so one must specify the grievance

Shri Limbaji Muktagi Behaviour of the A.M Os

Mr Speaker Motion moved

“ That the demand under the head “ Medical ” be reduced by Re. 1 —to discuss the attitude of the Medical Officers as “ Medical Officers ” include their assistants also ”

Shri K. V. Narayan Reddy Mr Speaker, Sir, I beg to move.

“ That the demand under the head ‘ Medical ’ be reduced by Re. 1—to discuss the necessity for the expansion of the Taluq Headquarters Hospitals and more maternity wards ”

Mr. Speaker : Motion moved

“ That the Demand under the Head “ Medical ” be reduced by Re 1—to discuss the necessity for the expansion of the Taluq Headquarters Hospitals and more maternity wards ”

We shall take up Demand No 45 *Shri V. D. Deshpande*

Shri M S. Raylingam . Speaker, Sir, before the discussion begins, I want to draw the attention of the Treasury Benches to one point The Cut-motions are being moved now. In providing 60 lakhs under the demands placed by the hon. the Chief Minister, I think we have been deprived of a chance to discuss over the University and its affiliated colleges. This is a privilege and we have been deprived of it. Now the Education Minister does not own it and we are already going to pass the demands ..

Shri Phoolchand Gandhi . I have not disowned it,

Shri M S Rajalingam . If the hon Minister has not disowned it, it is as much as disowning it, in view of the fact that we have been deprived of a chance. It is a block-grant, about 60 lakhs which are meant for the University ..

Mr. Speaker . We are now discussing about Demand No. 45.

Shri M. S. Rajalingam . I am not discussing Sir, but I want to draw the attention of the Government that this House has been deprived of a chance to discuss the policy and certain actions relating to the affiliated colleges, because that figure of 60 lakhs has not been brought under the demands placed by the Chief Minister. If it were so, as he happens to be the Chancellor, we could have discussed it individually. But because that part of the question has been passed, we are not in a position to discuss it and you say that if we discuss it under the Cut-motion pertaining to the University and its affiliated colleges and if it is passed, the Education Minister will not be in a position to answer, with the result that we have been deprived of a chance to discuss the matter.

Shri Phoolchand Gandhi . If the hon Member could explain under what Cut-motion he wants to discuss it, it will be helpful..

Shri M. S. Rajalingam . What I say is that I have lost a chance of discussing it.

Shri Phoolchand Gandhi : Under what Cut-motion does the hon. Member want to discuss ?

Mr. Speaker : It is rather too late.

Shri M. S. Rajalingam : It is a major problem—University and colleges, and we have lost a chance of discussion.

Mr. Speaker : The resolution is coming up and the hon Members can discuss this matter then.

Shri M. S. Rajalingam . It is a question of grant and not a question of resolution.

Mr. Speaker : There is a Cut-motion standing in the name of Shri V. D. Deshpande. 'Adoption of Regional languages as medium of instruction.' Does he want to move it.

Shri V.D. Deshpande : I want to move it, but before that Shri Limbaji Muktaji has to move a Cut-motion under Demand No. 47.

Mr Speaker No It is under Demand No 45 and this Cut-motion is also under Demand No. 45

Shri V. D. Deshpande : It was the Cut-motion under Demand No 46

Mr Speaker . Is it Demand No. 46 ?

Now, we shall take up Demand No 47 and finish this List.

DEMAND NO 47—PUBLIC HEALTH

Shri Limbaji Muktaji . Mr Speaker, S r, I beg to move

“That the Demand under the Head ‘Public Health’ be reduced by Rupee 1 to discuss public health policy”

Mr. Speaker Any specific grievance ?

Shri Limbaji Muktaji The whole administration of Public Health

Mr. Speaker : Regarding administration ?

Shri Limbaji Muktaji Yes.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the Demand under the Head ‘Public Health’ be reduced by Rupee 1. to discuss the administration of Public Health Department.”

Shri Phoolchand Gandhi : I would not oppose it. But I would like it to be specified so that I can prepare and reply.

Mr. Speaker : Probably, in his speech he will do it.

DEMAND NO.28—EDUCATION DEPT.

Shri V. D. Deshpande : Mr. Speaker, Sir, I beg to move. :

“That the Demand under the Head ‘Education Department’ be reduced by Rupee 1 to discuss the working of Scholarship Committee.”

Shri Phoolchand Gandhi : Is it Scholarships or Scholarship Committee ?

Shri V. D. Deshpande : Scholarships and Scholarship Committee, both (*Laughter*)

Mr. Speaker . Motion moved

“ That the Demand under the Head ‘ Education Department ’ be reduced by Rupee 1 to discuss the working of Scholarships and Scholarship Committee.”

DEMAND NO. 45—EDUCATION

Shri V. D. Deshpande Mr. Speaker, Sir, I beg to move:

“ That the Demand under the Head ‘ Education ’ be reduced by Rupee 1 to discuss the adoption of regional languages as media of instruction ”

Mr. Speaker Motion moved

“ That the Demand under the Head ‘ Education ’ be reduced by Rupee 1 to discuss the adoption of regional languages as media of instruction ”

DEMAND NO. 46—MEDICAL

Shri Ch. Venkat Rama Rao Mr. Speaker, Sir, I beg to move :

“ That the Demand under the Head ‘ Medical ’ be reduced by Rupee 1 to discuss the inefficiency and misappropriations by the District Medical Officers ”

Mr. Speaker Has the hon. Member given notice to the hon. Minister regarding misappropriation by certain officers because it is possible that during discussion these matters may arise and the Minister may want notice of misappropriation? The charge of misappropriation is a criminal charge. We can put ‘ inefficiency ’ and it is a wider and comprehensive field

Motion moved.

“ That the Demand under the Head ‘ Medical ’ be reduced by Rupee 1. to discuss the inefficiency of the District Medical Officers.”

DEMAND NO. 47—PUBLIC HEALTH

Shri Ch. Venkat Rama Rao Mr. Speaker, Sir, I beg to move :

“ That the Demand under the Head ‘ Public Health ’ be reduced by Rupee 1. to discuss the inefficiency of the District Health Officers.”

Mr Speaker . Motion moved .

“That the Demand under the Head ‘Public Health’ be reduced by Rupee 1. to discuss the inefficiency of the District Health Officers”

مسٹر اسپیکر - میں دیکھ رہا ہوں کہ زیادہ تر وقت صرف وہی آنریبل ممبریں لے رہے ہیں جنہوں نے کٹ موو (Move) کئے ہیں اور میرے پاس متعدد سکاٹیں ایسی آئی ہیں کہ جو کٹ موو میں کرتے انکو وقت میں دیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک حد تک یہ واقعہ بھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آئندہ چکر ممبریں یہ خیال کرتے لگیں گے کہ محب میں حصہ لیسے کے لئے کٹ موو (Move) کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ صاحب ہوئے رہیں اور اسپیکر کی حس پر نظر پڑیگی اسکو موقع دیا جائیگا۔ ورنہ ہوگا یہ کہ لازمی طور پر وقت دینا پڑے گا۔ لیکن اسکے یہ معنی ہیں کہ جس نے کٹ موو پس میں کیا ہے اسکو موقع نہ ملے۔

شری وی۔ ڈی۔ ڈیشپانڈے - میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ بحث اس سال لیٹ (Late) میں ہوا ہے اسلئے اب مرید صاحب نہ کئے جائیں کیونکہ جو کٹ موو پیش کئے گئے تھے ان پر کافی مباحث ہوچکے ہیں۔

مسٹر اسپیکر - اسکے معنی یہ ہوئے کہ دوسروں کو موقع نہ دیا جائے۔ کیا اب آنریبل ممبر اسکالر شپ (Scholarship) کے کٹ موو میں کہا جاتے ہیں یا کوئی اور آنریبل ممبر اس پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں ؟

شری وی۔ ڈی۔ ڈیشپانڈے - موقع دیے پر بھی کوئی آنریبل ممبر حاصل کرنا نہیں چاہتا اور اب چونکہ صرف دس منٹ باقی ہیں اسلئے ممکن ہے کہ میں اپنی تقریر ختم نہ کر سکوں۔ ڈیمانڈ نمبر ۲۸ کے بارے میں کہیں پر منحصر ہوں۔

جو کٹ موو (Cut-motion) میں لے ڈیمانڈ نمبر ۲۸ کے بارے میں موو (Move) کیا ہے وہ اسکالر شپ (Scholarship) اور اسکالر شپ کمیٹی (Scholarship Committee) کے بارے میں ہے۔ اُسارے میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ حجت کے بعد اسکالر شپ کمیٹی کا طریقہ حذرآباد میں رائج کیا گیا ہے۔ اور وہ اس خیال سے نہیں دیا گیا تھا کہ جن لوگوں کو ہم انگریز اور امریکہ بھیج رہے ہیں انہیں انکی واپسی کے بعد انرا رب (Absorb) نہیں کیا جائیگا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا کہ اس وقت جو لوگ حکومت میں تھے اب نہیں ہیں اسلئے اسکی ذمہ داری موجودہ منسٹرس پر عائد نہیں ہوتی۔ لیکن اب حالت یہ ہے کہ جو لوگ انگریز اور امریکہ سے ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد واپس ہوئے ہیں انکو انرا رب (Absorb) نہیں کیا جا رہا ہے حالانکہ ان پر ہزاروں روپیہ خرچ کئے جاچکے ہیں۔ میرے پاس رپورٹ آئی ہے کہ بعض لوگ امریکہ اور انگریز میں اپنی تعلیم بھی پوری نہ کر سکے اور بعض ان ایفیشٹ (Inefficient)

بھی نانت ہوئے اور بعض لوگوں کو انی تعلیم اور ٹریسنگ مہم کرنے سے پہلے ہی واپس بلا لیا گیا۔ اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ حکومت نے اسلئے (Revise) کرے۔ اور اسکالر سس در حکومت بڑے بڑے حرج نہ کرے۔ کیونکہ ان لوگوں پر ہزاروں روپیے حرج کر کے باہر بھیجا گیا اور اب ان سے کوئی کام نہیں لیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ ملک کا سب سے بڑا حرج ہوا۔ مثال کے طور پر ایک صاحب کو امریکہ بھیجا گیا تھا تاکہ وہ روڈس (Roads) کے سلسلہ میں اسٹڈی (Study) کریں کہ امریکہ میں کسے روڈس ہیں وغیرہ۔ لیکن اب ان سے اڑیکشن (Irrigation) کے متعلق کام لیا جا رہا ہے۔ اگر آپکے پاس روڈس (Roads) کے متعلق کوئی اسکیم (Scheme) نہیں ہے تو انکو ٹریسنگ کے لئے بھیجا ہی نہ جاتا۔ ایسی کئی مثالیں ہیں جن پر مجھ کر کے میں ہاؤز کا وقت لیا نہیں چاہتا۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت اس بارے میں اپنی پالیسی ریوائر (Revise) کرے۔ کیونکہ جو صاحب روڈس کی ٹریسنگ کے لئے بھیجے گئے تھے ان پر جو روپیہ حرج ہوا وہ جو امریکہ یا انگلینڈ کے نام میں بہ گیا۔ امپلہ کہ ایجوکیشن مسٹر (Education Minister) اسٹی صاحب کریں گے۔

دوسری چیز جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ اسکالر سب کمیٹی کے بارے میں ہے۔ اس نام سے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے اور اسکے کوئی چھ سکشنس (Sections) ہیں۔ ایک سکشن کا کام یہ ہے کہ وہ اسٹوڈنٹس (Students) کا کام دیکھے اور رپورٹس وغیرہ تیار کرے۔ سہ ۱۹۴۵ء کے بعد سے ۱۷ اسکالر شپ ہولڈرس (Scholarship holders) یورپ اور امریکہ بھیجے گئے۔ جن میں سے ۴۰ انگلینڈ کو گئے اور ۵۰ امریکہ اور دیگر ممالک کو بھیجے گئے۔ ۲۳ اسکالرس (Scholars) جو واپس آئے ہیں ان میں سے ۸ کو جن پر ۳ لاکھ روپیے حرج کئے گئے ہیں کوئی ٹھیک حکمہ نہیں دی گئی۔ ۹ اسکالرس وہاں فیل (Fail) ہو گئے جن پر ۳ لاکھ روپیے صرف کئے گئے تھے۔ یہ سب اخراجات نامی میں بہ گئے۔ صرف ایک صاحب سے انکی ٹریسنگ کے اخراجات لئے گئے ہیں۔ اور باقی لوگوں پر رور ڈالا جا رہا ہے کہ وہ حکومت کو اخراجات واپس کریں۔

اسی طرح ڈیپوٹیشنس (Deputations) کا بھی حال ہے۔ حیدرآباد سے ۹ ڈیپوٹیشنسٹس انگلینڈ۔ امریکہ اور مصر بھیجے گئے تھے۔ جن پر ۲ لاکھ ۱۰ ہزار روپیہ خرچ کئے گئے۔ ۳ ڈیپوٹیشنسٹس ایسے ہیں جو حیدرآباد چھوڑ کر چلے گئے اور ان پر بھی تقریباً ۳ لاکھ روپیے صرف کئے گئے تھے۔ حکومت نے اپنا دل کھول کر روپیہ حرج کیا جو فضول کیا۔

دوسرے سکشنس (Sections) اکاؤنٹس سکشن (Accounts Section) اور ٹائپ سکشن ہیں۔ اس سلسلہ میں حکومت کو یہ رکنڈیشن (Recommendation) دیا گیا تھا کہ ایک زمانہ میں اسکالرشپ کمیٹی کی ضرورت تھی لیکن اب اسکی ضرورت نہیں ہے۔ اسلئے اسکو ابالش (Abolish) کر دیا جائے

اور ایجوکیشن سیکرٹری (Education Secretary) کے دفتر میں ایک مسکس قائم کر دیا جائے تاکہ وہ راست طور پر اسکے کاروبار اعام دے سکیں اور کم از کم اس آفس کو تعلیمات کے محکمہ میں مستقل کر دیا جائے تو اس سے احراجات میں کمی ہوگی۔ کیونکہ یہ مس کچھ اس وقت ہوا تھا جبکہ آزاد حیدرآباد کے جواب دیکھے جارہے تھے۔ اسلئے میں عرض کرونگا کہ اسکالر شپ کمیٹی کو حلد سے حلد انالٹس کر دیا جائے۔

مسٹر اسپیکر - معرورکان کو یہ معلوم ہے کہ اب تک تین آپریل مسسٹرس کے ڈیمانڈس کا تصفیہ کیا گیا ہے۔ ہمیں ابھی ۱۰ مسسٹرس کے ڈیمانڈس کا تصفیہ کرنا ہے۔

۲۶ ۲۷ ۲۸ - ان تین دنوں میں روزانہ اگر تین تین مسسٹرس کے ڈیمانڈس (Demands) کا بھی تصفیہ کیا جائے تو ایک مسسٹر کے ڈیمانڈس باقی رہ جائے ہیں۔ ممکن ہے کہ دس دن میں ہم دس مسسٹرس کے ڈیمانڈس حتم کر سکیں۔ اس بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس تعاون کرے تو کام آسانی سے ہو سکیگا۔ ۲۴ اور ۲۵ حوں کو ہالی ڈیر (Holidays) ہیں۔ اگر تعطیلات میں ڈسکس (Discussion) رکھا مقصود ہو تو راج پر مکھ کی اجازت لینی ہوگی۔ پہلے ہی کیلنڈر (Calendar) دیکھ کر تعطیل ڈکلائ (Declare) کردی گئی ہے لہذا ہمیں اس پر چلنا ہوگا۔ اب ہاؤس اڈجرن ہوتا ہے۔

Now we adjourn till 26th. The House will meet at 2 p.m. and work till 6-30 p.m. with an interval of half an hour between 4 and 4-30 p.m.

The House then adjourned till two of the Clock on Thursday, the 26th June, 1952.

